سویرا فلک

جانِ حیات

"ازدواجی زندگی کے اسرار و رموز یونہی پیاز کی پرتوں کی طرح ہوتے ہیں ڈیئر۔ جو پرت در پرت ہی کھلتے ہیں۔" کافی کے مگ گھونٹ گھونٹ خالی کرتے ہوئے اس کے کانوں میں مسلسل گونجتے اس جملے نے اسے یہ ماننے پر مجبور کردیا تھا کہ زندگی کے نشیب و فراز سے کشید کیا گیا علم، جسے لوگ تجربہ کہتے ہیں، نہ کوئی استاد سکھا سکتا ہے۔ نہ ہی کسی کتاب سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس وقت تو اس نے کیسے ہنسی میں اڑا دیا تھا اس بات کو۔

"توبہ ہے بھئی۔ کوکنگ کی کلاسز لیتے لیتے آپ کی تو گفتگو ہی اشیائے خرد و نوش کا مرکب بن گئی ہے، وہ جیسے ایک لطیفہ نہیں ہے کہ ایک ڈاکٹر کی شادی ہوئی تو اس نے اپنی دلہن سے کہا منہ کھولیے نبض چیک کرائیے۔۔۔ ہاں جی نیکسٹ۔" تب رمل بھی اس کے ساتھ ہنسنے پر مجبور ہو گئی تھی۔

"ہاں تو سچ ہی ہے بندے کا پروفیشن اس کی نجی زندگی پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔"

اور آج وہ اپنی ہی کہی اس پر مزاح بات کا نہ لطف لے پا رہی تھی اور نہ ہنس پا رہی تھی۔ کیونکہ ٹھٹھرا دینے والی سردی میں وہ خود کو اونی شال میں لپیٹے ٹیرس کے ریلنگ پر کہنیاں ٹکائے پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے سیاہ تارکول سے سجی سنسان سڑک کو تکے جا رہی تھی۔ جہاں پندرہ بیس منٹ کے وقفے سے کوئی اکا دکا گاڑی گزرتی تو اسے زندگی کے رواں دواں ہونے کا احساس ہوتا۔ وگرنہ رگ و جاں کو جامد کردینے والی یخ بستہ ہوائیں اس کے جسم کے ساتھ ساتھ اب اس کے اعصاب بھی شل کرنے لگی تھیں۔ دل و دماغ میں اٹھتے بے شمار خدشوں اور واہموں نے دل و دماغ کو گویا سن کرنا شروع کردیا تھا۔

"یا اللہ کہیں کوئی حادثہ نہ ہو گیا ہو۔" لمحہ بھر کو خیال لپکتا۔ پھر فوراً ہی خود کو سرزنش کرتی۔

"اللہ نہ کرے۔ اچھا اچھا سوچنا چاہیے۔۔۔" مگر پھر دوسرے ہی پل نیا خیال دل کو دہلا دیتا "کہیں کوئی چکر وغیرہ تو۔۔۔"

"اوہ میرے خدا۔" اس نے دونوں ہاتھوں سے دکھتے سر کو تھام لیا۔ پلکیں نم ہو گئیں۔

"رحم کردے میرے مالک۔"

اب تو بھوک کے مارے پیٹ میں اٹھتے وبال نے بھی اسے نڈھال کرنا شروع کردیا تھا۔ وہ خود کو بار بار تسلیاں دیے جا رہی تھی۔

"بس تھوڑی دیر اور۔۔۔" مگر کلائی میں بندھی گھڑی کی مسلسل آگے بڑھتی سوئیاں اسے بار بار مایوسی کے دلدل میں دھکیل رہی تھیں۔ ہارن کی آواز نے جیسے ایندھن کا کام کیا اور اس کے تھکے ہوئے وجود میں نئی توانائی دوڑ گئی وہ لپک کر دروازے کی جانب بھاگی پھر کسی خیال کے تحت واپس پلٹ کر اپنے بیڈ روم میں آئی اور جلدی جلدی اپنے سنورے ہوئے بالوں کی آوارہ لٹوں کو ہاتھوں سے واپس جمایا۔ برگنڈی لپ اسٹک کا ایک اور کوٹ لگایا۔ اتنے میں ڈور بیل بجی تو وہ دوبارہ بھاگتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف آئی اور پھر ایک گہرا سانس لے کر دروازہ کھول دیا۔

"السلام علیکم۔" اس نے مسکراتے ہوئے اشعر کے ہاتھ سے بیگ لیا اور خود ایک جانب ہو گئی۔

"وعلیکم السلام۔" اشعر نے بنا اس کی جانب دیکھے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دھیرے سے سلام کا جواب دیا اور اپنا تھکا ہارا وجود لا کر لاؤنج میں رکھے صوفہ کم بیڈ پر لا کر گرا دیا۔ پھر گلے اور کانوں کے گرد لپٹا سیاہ مفلر اتار کر صوفے کے سرہانے ڈالا۔ دستانے اتار کر صوفے کی سیٹ پر رکھے اور گردن جھکا کر شوز اتارنے لگا تو مفلر اور دستانے اٹھاتے ہوئے تحریم کی مسکراہٹ ماند پڑ گئی۔ وہ جس کے لیے اتنے دل اور اہتمام سے تیار ہوئی تھی اس نے تحریم پر ایک نظر ڈالنا بھی گوارا نہیں کیا یہ وہی اشعر تھا جو اس کے سادہ سے حلیے پر بھی تعریفوں کے پل باندھتا نہیں تھکتا تھا۔ ناقدری کے احساس نے تحریم کے دل کو دکھ سے بھر دیا۔ مگر پھر ایک بار یہ سوچ کر اپنی ہمتوں کو یکجا کیا کہ شاید اشعر اس وقت تھکا ہوا ہے اور شاید اسے بھوک بھی لگ رہی ہو۔ اسی سوچ کے ساتھ اس نے سر جھٹک کر کسی بھی منفی خیال کو دل میں

Downloaded From
Paksociety.com
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

براجمان ہونے سے روکا اور کچن کی طرف چلی آئی۔ کھانا گرم کرنے کے لیے مائیکروویو میں رکھا اور ٹیبل پر پلیٹیں لگانا شروع کردیں اتنے میں اشعر بھی فریش ہو کر ٹیبل پر آبیٹھا۔ تحریم نے مائیکروویو سے کھانا نکال کر سرونگ باؤل میں ڈالا اور ٹیبل پر رکھ کر خود بھی اشعر کے سامنے والی کرسی پر آبیٹھی۔

"آج یہ سوچ کر چائنیز مینو رکھا کہ ایک تو سردی زیادہ ہے اور مجھے لگا کہ شاید آج فرائیڈے ہے تو آپ جلدی آجائیں۔ مگر آپ آج بھی لیٹ ہوگئے۔ چائنیز ڈشز کا مزہ تو فریش کھانے میں ہی ہے مگر خیر بھوک لگے تو سب ہی اچھا لگتا ہے۔ مجھے بھی اتنی بھوک لگ رہی تھی مگر آپ کے بغیر کھایا نہیں جاتا۔ اسی لیے آپ کا بے چینی سے انتظار کررہی تھی۔" تحریم نے چائنیز رائس اس کی پلیٹ میں ڈالتے ہوئے اپنی روداد بھی بیان کرنا چاہی اس امید پر کہ شاید وہ کہے کہ "آئی ایم سوری تمہیں میری وجہ سے انتظار کرنا پڑا یا پھر یہ کہ "آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔" کوئی بھی ایسا جملہ جو تحریم کی دل جوئی کردے مگر وہ یوں خاموش بیٹھا صبح کے باسی اخبار میں گم تھا جیسے وہ دیواروں سے باتیں کررہی ہو۔ تحریم کا دل چاہا کہ وہ اشعر کے ہاتھوں سے اخبار لے کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کردے اور چیخ چیخ کر اس سے کہے اور پوچھے کہ "کیا یہ باسی اخبار تمہاری اس تحریم سے بڑھ کر ہے جس کے بنا تم جی نہیں سکتے تھے۔" مگر جب الفاظ کے بے وقعت ہوجانے کا ڈر ہو تو خاموشی میں ہی عافیت ہوتی ہے سو وہ خاموش رہی۔ پھر منچورین کی ڈش اس کی طرف بڑھاتے ہوئے گفتگو جاری رکھنے کی غرض سے بولی۔

"امی کا فون آیا تھا۔ کہہ رہی تھیں کہ چکر لگالو۔ میں بھی یہی سوچ رہی تھی کل صبح سے ہی چلی جاؤں۔ آپ آفس جاتے ہوئے چھوڑ دیجیے گا اور واپسی میں لے لیجیے گا۔ اکیلی سارا دن ویسے بھی بور ہی ہوجاتی ہوں۔ ٹھیک ہے نا....؟"

تحریم نے بہت امید بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا کہ اب تو شاید وہ بول ہی پڑے کہ "مت جاؤ.... میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا" مگر وہ ہنوز اخبار پر نظریں جمائے چائنیز رائس کھانے میں مگن تھا اور ایسا بے نیاز بیٹھا تھا کہ جیسے وہ کمرے میں تنہا ہو۔ تحریم کو اس کی یہ ہٹ دھرمی سخت کھلی مگر اس نے اپنے اندر عود آنے والے غصے کو بڑے صبر کے ساتھ پیا اور بہت تحمل سے گویا ہوئی۔

"اشعر میں آپ سے بات کررہی ہوں۔ بتائیں نا....؟"

"کیا مصیبت ہے انسان سکون سے کھانا بھی نہیں کھا سکتا۔ جب تم نے سارے پروگرام طے کرہی لیے ہیں تو مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے ویسے بھی گھر میں تمہارا دل لگتا ہی کب ہے۔ سارا دن تھکے ہارے آؤ تو یہ کھانے کو ملتا ہے۔ کچے چاول۔ اوپر سے تمہاری بک بک...." وہ چمچہ پٹخ کر اٹھ کھڑا ہوا اور تحریم حق دق ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھتی رہ گئی۔ اور وہ اس کے بہتے آنسوؤں کی یکسر پروا نہ کرتے ہوئے پیر پٹختا ہوا بیڈ روم میں چلا گیا اور دروازہ بند ہونے کی زوردار آواز نے تحریم کے آنسوؤں کی رفتار اور تیز کردی۔

☼ ☼ ☼

وہ سارے موسم محبتوں کے
میری متاع حیات ہیں، وہ پرانے لمحے
تمہاری یادیں، میرا اثاثہ
وہ ساری باتیں
تمہارا لہجہ
گئے ہوئے ماہ و سال سارے
وہ عہد رفتہ
ابھی بھی مٹھی میں قید ہیں
وہ سبھی ستارے
محبتوں کے وہ استعارے
وہ سب اشارے
کہ میں نے اب بھی
جدائیوں کے طویل زرد موسموں میں بھی
ان میٹھی تلخ ساری یادوں کو

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اپنے دامن میں چن رکھا ہے
تو کیا ہوا ہے
جو تم نے سب کچھ بھلا دیا ہے

وہ کتنی ہی دیر بستر پر چپ چاپ لیٹی رہی۔ آنسو تھے کہ ابل ابل کر اس کی آنکھوں سے بہے چلے جا رہے تھے مگر وہ ضبط کی لگامیں تھامے سسکیوں کی آواز کو سینے میں ہی دبائے ہوئے تھی اور وہ جس کے لیے اس کا وجود ماتم کدہ بنا ہوا تھا' انجان بے حس بنا خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا اور جب اسے لگا کہ اب دل سے ابھرتی درد کی لہریں حلق کے راستے باہر آجائیں گی' تو وہ اٹھ کر لاؤنج میں چلی آئی۔ اور صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔ تو آدھا سویا آدھا جاگا دماغ اسے بھٹکاتا ہوا یادوں کے بیاباں میں لے گیا۔ جہاں اس کی اور اشعر کی محبت کی داستانیں رقم تھیں۔ جہاں ہر سو ان دونوں کی بھرپور چاہت کے نغمے گونجتے تھے۔ اس وقت زندگی قوس قزح کے رنگوں سے تعبیر تھی اور اسے اشعر کی محبت کے سنگ گزارے پل یوں سرمست رکھتے جیسے موسم بہار میں ہوا کی اٹکھیلیوں پر خوش رنگ و خوش گلو گل جھومتے ہیں۔

اشعر بہت اچھا گٹار بجاتا تھا۔ تحریم تقریباً" ہر ملاقات پر خصوصی فرمائش کر کے اس سے مختلف دھنیں سنتی تھی۔ اس کی آواز بھی بہت دل سوز تھی۔ وہ بخوشی تحریم کی فرمائش پوری کرتا تھا اور خاص کر ایک گیت اسے یہ کہہ کر ضرور سناتا تھا کہ یہ میرے دل کی آواز ہے تحریم۔ یوں سمجھ لو کہ یہ بول شاعر نے نہیں میں نے لکھے ہیں۔

پل پل دل کے پاس تم رہتی ہو
جیون میٹھی پیاس' تم کہتی ہو
ہر شام آنکھوں میں تیرا آنچل لہرائے
ہر رات یادوں کی بارات لے آئے
میں سانس لیتا ہوں' تیری خوشبو آتی ہے
اک مہکا مہکا سا پیغام لاتی ہے
میرے دل کی دھڑکن بھی تیرے گیت گاتی ہے
پل پل دل کے پاس تم رہتی ہو

اور تحریم اس کی آواز کے ساتھ اس کی آنکھوں میں موجزن محبت بھرے جذبے کو دیکھ کر گویا بے خود سی ہو جاتی۔ اس کو خود پر ناز ہونے لگتا ہے کہ کوئی اسے اتنا چاہتا ہے پھر وہ اشعر سے سوال کرتی۔

"اشعر کیا تم سچ مچ مجھ سے اتنی محبت کرتے ہو؟ کہیں یہ سب دھوکا تو نہیں ہے؟ کہیں میں کسی سراب کے پیچھے تو نہیں بھاگ رہی نا....؟" تب اشعر اس کی نرم و نازک ہتھیلی پر اپنی مضبوط گرم ہتھیلی رکھ کر کہتا تھا۔

"پاگل لڑکی! کیا میری محبت' میرے جذبے اتنے کھوٹے ہیں کہ تمہیں ان کی صداقت پر یقین ہی نہیں آتا۔ میں تو خود اپنی اس پاکیزہ محبت پر شادی نامی ملن کی مہر ثبت کرنا چاہتا ہوں مگر تم ہی مجھے روکے ہوئے ہو۔" یہ حقیقت تھی کہ تحریم نے اپنی پڑھائی مکمل ہونے سے پہلے رشتہ لانے سے منع کر رکھا تھا۔ وہ ماس کمیونی کیشن میں ماسٹرز کر رہی تھی اور یہ اس کا جنون تھا۔ وگرنہ اب اشعر کو یونیورسٹی پاس آؤٹ کرنے کے بعد ملنے میں مشکل بھی درپیش آرہی تھی کیونکہ اشعر اس سے ایک سال سینیئر تھا اور اب وہ باقاعدہ ایک چینل میں جاب کر رہا تھا۔ اور وہاں کی ٹف اور شفٹوں کی ڈیوٹیوں کے باعث اب ملاقات کے لیے وہ وقت نکالنا جو تحریم کو سوٹ کرے اس کے لیے مشکل بھی ہوتا جا رہا تھا۔ دوسرے اسے ڈر تھا کہ کہیں یہ ملاقاتیں انہیں بدنام نہ کر دیں اور اشعر کی یہی سوچ تحریم کے دل کو ڈھارس دیتی' اس کے دل میں اشعر کی محبت گہری اور صادق ہوتی چلی گئی کہ وہ اس کی عزت کرتا ہے اس کی بدنامی اور رسوائی سے ڈرتا ہے تو اس کی محبت بھی یقیناً" خالص اور کھوٹی نہ ہوگی۔

جب جذبے صادق ہوں تو امر ہو ہی جایا کرتے ہیں۔ سو اللہ اللہ کر کے تحریم کا فائنل ایئر بھی مکمل ہوا تو اشعر نے تحریم کے اوکے کرنے پر اپنے گھر والوں کو بھجوا دیا۔ شروعات میں دونوں کو ہی روایتی' رسم و رواج اور روک ٹوک کا سامنا کرنا پڑا تاہم جلد ہی دونوں نے یہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

صبر آزما مرحلہ بھی طے کرلیا اور دونوں گھرانوں کے بڑوں نے یہی طے کیا کہ دونوں ماشاءاللہ سمجھ دار ہیں اور ایک درست راستے کا انتخاب کرکے اپنی اپنی منزل پانا چاہ رہے ہیں تو انہیں بھٹکنے سے بچانے کے لیے یہی بہتر ہوگا کہ دونوں کے دل کی خواہش پوری کردی جائے۔ دونوں ہی پڑھی لکھی اور معزز فیملیز سے تعلق رکھتے تھے۔ اشعر چھ فٹ کے نکلتے قد کے ساتھ کسرتی بدن کا مالک تھا۔ گندمی رنگت کے ساتھ ہلکے بھورے گھنگھریالے گھنے بال اور فرنچ داڑھی کے ساتھ وہ بہت اسمارٹ لگتا تھا۔

ساتھ ہی ویل مینرڈ' اعلا تعلیم یافتہ اور اچھی جاب کا حامل تھا۔ تو تحریم کے گھر والوں کو داماد کے روپ میں خاصا معقول لگا۔ سروقد' نازک اندام اور صبیح چہرے پر کھڑے نقوش کی مالک تحریم کو دیکھ کر' اشعر کے گھر والے بھی اس کی پسند کی داد دیے بنا نہ رہ سکے۔ آخر کار دونوں کی وفاؤں کو منزل مراد مل ہی گئی۔

اشعر کے بڑے بھائی اسجد اور ان کی بیوی آسیہ نے دونوں کو شمالی علاقہ جات کے ہنی مون ٹکٹس بطور شادی کا تحفہ دیے تو دونوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں رہا۔ موج مستی اور خوشی کے رنگوں سے سجا یہ وقت کیسے گزرا پتا ہی نہیں چلا اور اشعر کی چھٹیاں ختم ہونے کا وقت آگیا تو دونوں واپس لوٹ آئے' ان کے آتے ہی اسجد بھائی اور آسیہ بھابی سے دبئی واپس جانے کے لیے پرتول لیے۔

"چلو بھئی تحریم۔ اب ہمیں اجازت دو۔ اسجد کی چھٹیاں بھی ختم ہونے کو ہیں۔ ہم لوگ بھی بس خاص طور پر اشعر کی شادی میں شرکت کے لیے آئے تھے۔ اب تم اپنا گھر سنبھالو۔" آسیہ بھابھی نے اس کے رخسار چومتے ہوئے کہا تو تحریم کا لہجہ گلوگیر ہوگیا۔

"تھینکس بھابھی۔ آپ نے بالکل بہنوں جیسا پیار دیا۔"

"اچھا جی۔ جٹھانی دیورانی نے ابھی سے گٹھ جوڑ کر لیا اور نند کو بھول گئی۔ وہ بھی ایسی معصوم نند۔" اشعر کی چھوٹی اور اکلوتی بہن رمشا بولی جو خود بھی شادی بھی شرکت کے لیے لاہور سے کراچی آئی تھی اور اپنا بھی سوٹ کیس لیے روانگی کی تیاری کیے کھڑی تھی۔

"ارے بھئی کیا کریں بیچاریاں۔ نند نام اور رشتہ ایسا ہے' سنا نہیں تم نے نند از گند۔" رمشا کا شوہر علی ہنستے ہوئے بولا تو تحریم جلدی سے رمشا کی طرف آئی اور اسے گلے لگا کر علی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"علی بھائی۔ میری نند بالکل ایسی نہیں۔ رمشا آئی ایم سو لکی کہ میرے سسرالی رشتے اتنے کیئرنگ اور لونگ ہیں کہ یقین کرو لگتا ہی نہیں کہ میں یہاں دیورانی اور اور بھابھی بن کر آئی ہوں۔ سچ آپ لوگوں کی محبتوں نے تو مقروض کرلیا مجھے۔"

"بس پھر تیار رہنا کبھی بھی یہ قرض چکتا کرنا پڑ سکتا ہے۔" اسجد بھائی بھی ہنستے ہوئے بولے تو تحریم مسکرا دی۔

"ضرور۔ جب آپ لوگ چاہیں۔"

"بھائی فلائٹ کا ٹائم ہونے والا ہے۔ چلیں راستے میں ٹریفک بھی جام ہوتا ہے۔ معلوم تو ہے آپ کو کراچی کا حال۔" اشعر جو اندر تیار ہو رہا ہے لاؤنج میں آتے ہی بولا۔

"اوہ ہاں واقعی۔ چلو بھئی اجازت دو۔" اسجد بھائی کھڑے ہوئے اور سوٹ کیس اٹھالیا۔ تحریم بھی سب کے ساتھ دروازے پر چلی آئی اور سب کو مسکراہٹوں اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

☼ ☼ ☼

"تم بے وجہ اتنی ڈپریسڈ ہو رہی ہو۔ شادی سے پہلے اور بعد کی لائف میں تھوڑا تو فرق ہوتا ہی ہے اور ابھی تو بچے بھی نہیں ہوئے اس کے بعد تو اور بھی بدلاؤ آئے گا۔" رمل پچھلے پندرہ منٹ سے تحریم کو مسلسل سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔ تحریم اشعر کے روز بروز بدلتے رویے سے ازحد پریشان اور دلبرداشتہ تھی۔ اس لیے رمل کو فون کیا۔

"مگر ابھی تو سال بھر بھی نہیں ہوا اور اشعر کا یہ بدلتا روپ ..." اب تحریم باقاعدہ سسکنے لگی تو رمل چڑ سی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گئی۔

"توبہ ہے تحریم۔ تم کب بڑی ہو گی۔ دیکھو شادی کے بعد مرد عورت پریکٹیکل لائف میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ان پر ذمہ داریوں کا بوجھ پڑ جاتا ہے۔ جیسے اشعر کو اب لازمی طور فکر معاش بھی لاحق ہو گئی ہے۔ تم کو بھی اب گھریلو ذمہ داریوں کو سنجیدگی سے لینا چاہیے۔"

"تو کیا شادی کے بعد محبت ختم ہو جاتی ہے؟ کیا اب اشعر کے دل میں میری کوئی جگہ نہیں؟ کیا اس کی زندگی میں میری کوئی اہمیت نہیں۔ کیا شادی کے بعد مرد بیوی کے روپ میں نوکرانی چاہیے ہوتی ہے؟" تحریم ابھی بھی اپنے من کی کہے جا رہی تھی۔

"تحریم شادی کا مطلب یہ تھوڑی ہے کہ وہ اب ہر وقت محبت نام کی مالا جپتا رہے۔ تمہاری لو میرج ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اب تم ساری عمر اس سے ایسے ہی طوفانی محبت اور بات بے بات اظہار محبت کی توقع رکھو پلیز حقیقت پسند بنو۔ یوں بے فضول سوچوں کا روگ پال کر تم اپنا ہر طرح سے نقصان کرو گی۔ گھر کا سکون اور تم دونوں کی صحت تباہ ہو جائے گی۔ تم دیکھو محبت اپنی جگہ مگر جب دو لوگ ایک ساتھ رہنا شروع کرتے ہیں تو عادت و اطوار اور شخصیت کی پرتیں کھل کر سامنے آتی ہیں جنہیں قبول کرنا ہی پڑتا ہے تاکہ شادی نامی بندھن قائم رہ سکے۔

میری جان شادی تو ہو گئی اب اس بندھن کو مضبوط کرنے کی کوشش کرو۔ اس کی پسند اور خواہش کے مطابق چلنے کی کوشش کرو۔ اس کا خیال رکھو اور میری ایک بات گرہ میں باندھ لو تحریم مرد کو عورت کے مہندی والے ہاتھ بھی اسی وقت اچھے لگتے ہیں جب وہ گھر داری میں مصروف ہوں۔ اب وہ تمہارا محبوب نہیں شوہر ہے اور تم اس کی محبوبہ نہیں بیوی ہو۔ سو چندا اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو کہ اور بھی غم ہیں زمانے میں محبت کے سوا۔۔۔ اوہو شاید عباد اٹھ گیا۔ چلو میں بات کرتی ہوں۔ اپنا خیال رکھنا۔ اللہ حافظ۔" بیٹے کے رونے کی آواز سن کر رمل نے تیزی سے بات ختم کی اور لائن ڈسکنیکٹ کر دی اور تحریم موبائل کی تاریک ہوتی ہوئی اسکرین کو دیکھتے ہوئے گہری سوچ میں مبتلا ہو گئی۔

☼ ☼ ☼

جاتے دسمبر کے دن تھے۔ فضا میں شدید خنکی تھی۔ سرد ہوائیں بند دریچوں کو پار کرتے ہوئے جم میں گھسی جا رہی تھیں۔ گو بستر سے نکلنے کا دل نہیں کرتا تھا اور کہر کے باعث صبح کا اجالا صبح کے ساڑھے چھ بھی صحیح طور پر اٹھ کر نہیں آیا تھا۔ تاہم اشعر کے لیٹ ہو جانے کے ڈر سے وہ خود کو سحر خیزی کا عادی بنا رہی تھی۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ ایک تو وہ نماز فجر ادا کرنے لگی دوسرا اب اس کے سارے کام صبح ہی نمٹ جاتے تھے۔ اس وقت بھی وہ بند کھڑکی کے شفاف شیشوں کے اس پار صبح کی تیزی سے پھیلتی ہوئی سپیدی کو دیکھنے میں مگن تھی۔ سبز پرنٹڈ اسکارف کو اس نے چہرے کے گرد سختی سے لپیٹ رکھا تھا۔ ٹھنڈ کی شدت کے باعث اس کا گلابی چہرہ سرخ ہونے لگا تھا۔ اور سبز و سرخ کے اس حسین امتزاج نے اسے سرخ گلاب کی طرح دلنشین بنا دیا تھا کہ چہرے پر روشنی پڑنے کے باعث نیند سے جاگا اشعر اسے چند لمحوں مبہوت ہوتا دیکھتا رہ گیا۔ صبح کا دھندلکا اور تحریم کا چہرہ اسے ایک سا ہی لگا۔ پھر یکدم سات بجے کا اعلان کرتے الارم نے جیسے دونوں کو چونکا دیا۔

"تحریم چونک کر مڑی تو اسے خود کو دیکھتا پا کر جانے کیوں گھبرا گئی۔ اتنی شدید سردی میں بھی اس کی ہتھیلیاں بھیگ سی گئیں۔

"اوہ آپ اٹھ گئے۔" اس کی آواز میں واضح کپکپاہٹ تھی۔

"ہاں بس خود ہی آنکھ کھل گئی۔ تم ناشتا بنا دو۔ میں تیار ہوتا ہوں۔" اشعر نے نظریں چرا کر کہا تو وہ اثبات میں سر ہلا کر کچن میں چلی آئی۔ آج کتنے دنوں بعد تحریم نے اشعر کی آنکھوں میں اسی الوہی محبت کی چمک دیکھی تھی جس کو دیکھنے کو وہ ترس کر رہ گئی تھی۔ ذرا سی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

توجہ نے جیسے اس میں نئی توانائی بھر دی تھی۔ بہت دنوں بعد اس نے اپنے موڈ میں خوشگوار تبدیلی محسوس کی۔

"آج فرنچ ٹوسٹ بنالیتی ہوں۔ اشعر روز ایک جیسا ناشتا کھا کر اکتا جاتے ہیں کچھ چینج ہو جائے گا۔" ذہن میں آئے خیال کو عملی جامہ پہناتے ہوئے اس نے جلدی سے دودھ' انڈا اور چینی کے آمیزے کو پھینٹا اور فرائی پین چولھے پر رکھ دیا۔ پھر تیل ڈال کر آمیزے میں توس ڈپ کر کے فرائی کرنے لگی۔ ساتھ ہی کافی کے لیے دودھ رکھ دیا۔ اتنے میں اشعر کی چنگھاڑتی ہوئی آواز آئی تو وہ تیزی سے کمرے کی طرف بھاگی۔

"کیا ہوا؟" اس نے بیڈ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا ہونا رہ گیا۔ میری اسکائی بلو شرٹ کہاں ہے؟" اشعر وارڈ روب کے پٹ کھولے اس کے تمام خانوں میں نظریں دوڑاتا ہوا چلا رہا تھا۔

"یہیں رکھی ہے۔" تحریم نے آگے بڑھ کر بری طرح ٹھنسے ہوئے کپڑوں میں شرٹ کھینچ کر باہر نکالی تو اشعر نے شرٹ جھپٹ لی اور کھول کر تحریم کی آنکھوں کے سامنے لہرائی۔

"ایسا لگ رہا ہے مٹکے میں سے نکالی ہے۔ تم سے یہ نہیں ہوتا کہ الماری سیٹ کر لو یا کپڑے استری کر کے لٹکا دو۔"

"میں نے گرین والی شرٹ کی تھی۔ لائیں یہ کر دوں ابھی۔" تحریم نے ہاتھ آگے بڑھا کر شرٹ لینی چاہی تو اشعر نے شرٹ لہرا کر بیڈ پر پھینک دی۔

"ٹوٹے بٹن کے ساتھ۔ آج میری پریزنٹیشن ہے۔ بلو ہی شرٹ پہن کر جانی تھی اور تم جو ہفتوں استری اور بٹن جوڑنے کا کام نہیں کر سکیں۔ اب کیا کرو گی۔ جانے عورتیں کیا کیا کرتی ہیں۔ بڑے بڑے سسرال نمٹاتی ہیں۔ تمہارے اوپر نہ ساس سسر ہیں نہ نندوں اور دیوروں کی ذمہ داریاں۔ پھر بھی کوئی کام ڈھنگ سے نہیں ہوتا۔ بلکہ کام تو ہوتا ہی نہیں میڈم سے روز انہی چکروں میں لیٹ ہو جاتا ہوں۔ اب کھڑی میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو ناشتا نکالو جا کر۔" وہ شرٹ پہن کر بال بنانے لگا تو تحریم نمکین پانی کو حلق سے اتارتی ہوئی کچن میں آئی تو کچن کی حالت دیکھ کر سر پکڑ لیا۔ وہ جلدی میں چولھے کی آنچ کم کیے بنا ہی کچن سے نکل گئی تھی۔ نتیجے میں آدھے توس جل کر خاک ہو چکے تھے۔ دودھ ابل کر چولھے پر پھیل چکا تھا اوپر سے ستم یہ کہ جلنے کی بو سونگھ کر اشعر سر پر پہنچ چکا تھا۔

"خوب..... جانے ابھی اور کیا کیا نظارے دیکھنے کو ملیں گے تمہارے پھوہڑپن کے باعث۔" اشعر کی آنکھوں اور لہجے میں طنز کی شدید کاٹ تھی۔ تحریم نے خفت زدہ چہرے کے ساتھ ہونٹ بھینچتے ہوئے پہلے سے تلے ہوئے توس ٹرے میں رکھے اور پھٹی ہوئی کافی میں پتیلی کا بچا ہوا دودھ ڈالا کہ ٹرے اس کی طرف بڑھائی۔

"آپ کا ناشتا۔"

"اشعر نے ٹرے اس کے ہاتھ سے لے کر وہیں سلیب پر رکھی۔ توس کا بائٹ لیا تو توس ٹھنڈے یخ ہو چکے تھے۔ وہ سخت بدمزہ ہوا۔

"ایک تو روز وہی بریڈ۔ ایک گھنٹے میں ہی بھوک لگنے لگتی ہے۔ اوپر سے ٹھنڈے۔ کل سے میں ڈبل روٹی وغیرہ نہیں لاؤں گا۔ پراٹھے بناؤ۔" زندگی عذاب ہو گئی میری تم سے شادی کر کے۔" وہ آدھی کافی بڑے بڑے گھونٹ چڑھا کر پی گیا اور آدھی پٹخ کر فریج پر رکھی بائیک کی چابیاں اٹھا کر آفس کے لیے نکل گیا اور تحریم کو لگا جیسے اس کے جسم سے روح نکل رہی ہو۔ وہ بھلا کب عادی تھی اس کے اس لہجے کی۔ میٹھے بولوں اور نرم لہجے میں اسے مخاطب کرنے والا' اسے اپنی زندگی' اپنی جان کہنے والا یہ وہی اشعر تھا جو آج اسے کہہ گیا تھا کہ تحریم کی وجہ سے اس کی زندگی عذاب ہو گئی ہے۔

وہ پورا دن اوندھے منہ بستر پر پڑی رہی۔ سسکتی رہی۔ سر تھا کہ پھٹا جا رہا تھا۔ اس نے درازیں ٹٹول کر پین کلر نکالی اور پانی کے ساتھ حلق سے اتار کر پھر آنکھیں موند لیں۔ تو جانے کب اس کی آنکھ لگ گئی اور جب دوبارہ کھلی تو عصر کی اذان ہو رہی تھی۔ سر ابھی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بھی بوجھل ہو رہا تھا۔ اس نے دکھتے سر کو انگلیوں کی پوروں سے سہلایا اور بالوں کو سمیٹتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ واش روم میں جا کر منہ ہاتھ دھوئے اور وضو کر کے باہر آ گئی۔ نماز ادا کی اور نماز کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو لبوں سے لفظ نکلنے سے پہلے آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ وہ سجدے میں گر کر چپ چاپ آنسو بہاتی رہی اور یہی تو رب کی شان ہے کہ وہ بن کہے دلوں کا حال جان لیتا ہے' درگزر کر دیتا ہے کہ اسے پچھتاوے کے آنسو بے انتہا پسند ہیں اور پھر بن مانگے عطا کر دیتا ہے۔ تحریم بھی چند لمحوں بعد پرسکون ہو گئی۔ طبیعت کو مزید فریش کرنے کی غرض سے اسے چائے کی طلب ہوئی تو اس نے جائے نماز لپیٹ کر الماری کے اوپر رکھی اور خود کمرے سے باہر نکلی تو اشعر کو لاؤنج میں ٹی وی دیکھتا پا کر چونک گئی۔

"لیٹ نائٹ گھر آنے والا آج مغرب سے پہلے کیسے آ گیا۔" تحریم دل ہی دل میں سوچنے لگی اشعر کو دروازہ کھلنے پر اس کی آمد کا احساس ہوا تو وہ جو صوفے پر نیم دراز تھا۔ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"میں آج چھٹی لے کر تین بجے ہی آفس سے آ گیا تھا۔ کچھ تھکاوٹ ہو رہی تھی۔ آیا تو تم سو رہی تھیں۔ مجھے نیند نہیں آ رہی تھی تو ٹی وی دیکھنے بیٹھ گیا۔ سوچا اب اکیلا کیا چائے پیوں۔ اب تو طلب اور بھی بڑھ گئی ہے۔ شام ہو رہی ہے نا۔ ایسا کرتا ہوں آج کافی میں بناتا ہوں اور تم پی کر بتانا کہ کیسی بنی ہے۔ ٹھیک ہے ناں....؟"

وہ بغور اس کی جانب دیکھتا ہوا نارمل لہجے میں بول رہا تھا۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو تحریم نے جواباً" اس کی طرف دیکھنے کی بجائے نظریں مستقل زمین میں گاڑے رکھیں تو وہ اٹھ کر اس کے پاس چلا آیا۔ اسے شانوں سے تھام کر صوفے پر لا بٹھایا اور خود اس کے زانو پکڑ کر بیٹھ گیا۔

تحریم کی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں متورم ہو کر اور بھی دلکش لگنے لگیں تھیں۔

"ناراض ہو ناں....؟" وہ ہاتھ تھامے پوچھ رہا تھا۔

تحریم کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے تو وہ اور بے قرار ہو گیا۔ کچھ بھی تھا مگر تحریم اس کی چاہت تھی۔

"نہیں نا.... پلیز یار.... آئی ایم سوری۔ میں بہت شرمندہ ہوں۔ آفس میں کام کا لوڈ بہت بڑھ گیا ہے۔ نئے جی ایم آئے ہیں۔ چینل کی ریٹنگ گر رہی ہے۔ کئی لوگوں کو نکالا جا رہا ہے۔ مالکان اپنا غصہ اسٹاف پر ہی تو نکالتے ہیں۔ آج کل نوکری ملنا آسان تو نہیں۔ بس اسی پریشانی کے عالم میں' میں ایسے بی ہیو کر گیا۔ پلیز معاف کر دو۔" اشعر نے اب باقاعدہ ہاتھ جوڑ لیے تو وہ اس کے ہاتھوں کو تھام کر ان پر ہی اپنا ماتھا ٹکا کر سسک پڑی۔

"غلطی میری بھی ہے۔ بٹ بلیو می۔ میں جان بوجھ کر یہ سب نہیں کرتی۔"

"آئی نو۔ تم کوشش کرتی ہو۔ چلو چھوڑو۔ ابھی ان باتوں کو رہنے دو۔ ایسے ہم لوگ اور ڈپریسڈ ہو جائیں گے۔ ایسا کرو میں کافی بناتا ہوں اور میں آتے ہوئے تمہاری پسند کے قیمے کے سموسے لایا تھا جلدی سے مائیکرو ویو میں گرم کر لو۔ بھوک بھی لگ رہی ہے۔" اشعر نے اس کے نم رخسار اپنی ہتھیلیوں سے خشک کیے تو وہ بھی مسکرا دی۔ پھر اشعر اٹھ کر کافی بنانے کچن کی طرف گیا تو تحریم نے شاپر سے سموسے نکال کر پلیٹ میں رکھے اور پھر مائیکرو ویو میں گرم کرنے رکھ دیے۔ تھوڑی ہی دیر بعد دونوں گرما گرم کافی اور سموسے کے مزے لے رہے تھے۔ اتنے میں ڈور بیل بجی تو تحریم نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ اشعر ٹی وی میں مگن تھا۔ تحریم واپس آئی تو صائمہ اس کے ہمراہ تھی۔ وہ تحریم کی پرانی یونیورسٹی فیلو تھی اور خاصی باتونی تھی۔ ابھی بھی حسب عادت داخل ہوتے ہی شروع ہو گئی۔

"السلام علیکم اشعر بھائی۔ کیسے ہیں آپ؟"

"وعلیکم السلام۔ جی میں ٹھیک ٹھاک۔ آپ سنائیں۔" اشعر نے متانت سے جواب دیا۔

"چلیں جی آپ دونوں دوستیں باتیں کریں۔ تحریم میں ذرا ضروری کام سے جا رہا ہوں۔ ایک دو گھنٹے میں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

واپس آجاؤں گا۔" اشعر نے چابیاں جیب میں ڈالیں اور باہر چلا گیا اور تحریم صائمہ کے ساتھ خوشگوار باتوں میں مصروف ہو گئی۔

☼ ☼ ☼

تقریباً" رات آٹھ بجے اشعر واپس آگیا۔ تحریم بکھرا ہوا لاؤنج سمیٹ رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اشعر کو بے ترتیبی بالکل پسند نہیں۔

"صائمہ کب گئی۔ اشعر نے تحریم کو مصروف دیکھ کر پوچھا۔

"بس ابھی آدھا گھنٹا پہلے۔ آپ کو پتا ہے کتنی باتونی ہے۔ یہ تو اس کے ہزبینڈ کا بار بار فون آرہا تھا تو نکلی۔"

"اچھا سنو آج کھانے میں کیا بنایا ہے۔ سچ پوچھو تو آج نہاری کھانے کا بڑا دل کر رہا ہے بلکہ رمشا کے ہاتھ کی نہاری بھی بڑی یاد آرہی ہے۔ بہت شاندار نہاری بناتی ہے وہ۔ کسی دن ریسیپی معلوم کرنا اس سے اور تم بھی ٹرائی کرنا اور فی الحال جو بھی ہے فٹافٹ گرم کر کے لے آؤ۔ میرے تو پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں۔" اشعر نے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تو تحریم نے بے چارگی سے اسے دیکھا۔

"کیا ہوا؟" اشعر نے پوچھا۔

"وہ اشعر... میں نے آج کھانا تو بنایا ہی نہیں صائمہ آگئی تو باتوں میں لگ گئی۔ اب مہمان کے ساتھ بیٹھنا تو پڑتا ہے آپ ایسا کریں کہ نہاری کا موڈ ہے تو وہی لے آئیں میں پھر کسی دن رمشا سے پوچھ کر بنالوں گی۔" تحریم نے آہستگی سے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے اسے مشورہ دیا تو اشعر کے چہرے سے نرمی اچانک غائب ہو گئی۔

"کیا مطلب... آج پھر کھانا نہیں۔ ابھی پرسوں ہی تو میں باہر سے کھانا لایا تھا۔ تم نے کہا تھا کہ مشین لگا کر تھکن ہو گئی تو کھانا نہیں بنا سکیں۔

تحریم! میں باہر کے کھانے روز روز افورڈ نہیں کر سکتا اور نہ ہی یہ ہماری صحت کے لیے اچھا ہے۔ انڈے تو ہوں گے فریج میں۔ میں کل ہی آدھا درجن لایا تھا۔ آملیٹ بناؤ اور پراٹھے بھی میں جب تک آفس کی کچھ ضروری فائلز چیک کرلوں اور پلیز تم سارا دن گھر پر ہوتی ہو تو کم از کم کھانا تو بنا لیا کرو۔ ہم دو ہی تو بندے ہیں۔ عورتیں تو پورا پورا سسرال نمٹاتی ہیں۔ اور ایک تم ہو تم سے ڈسٹنگ ہوتی ہے۔ نہ الماریوں کی سیٹنگ اور نہ کھانا پکانا۔ مگر تم سے تو کچھ کہنا ہی فضول ہے تمہیں خود جو اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں۔ بلاوجہ میں ہی دیوار پر ٹکریں مارتا رہتا ہوں۔" وہ ایک بار پھر منہ بنا کر بیڈ روم کی جانب بڑھ گیا اور تحریم یہ سوچتے ہوئے فریج سے آٹا اور انڈے نکالنے لگی کہ یہ وہی اشعر ہے جو شادی سے پہلے اور شادی کے شروع میں خود کھانا کھلانے باہر لے کر جاتا تھا۔ یہ وہی اشعر ہے جو اس کے ہاتھوں کی تعریفوں اور اس کے سراپے کی نزاکتوں کی تعریفیں کرتا نہ تھکتا تھا اور آج اسے نوکرانی بنانے پر تلا ہوا ہے۔ ایک بار پھر اپنی ناقدری اور اشعر کی بیگانگی نے اس کی آنکھیں نم کر دیں جنہیں وہ بے دردی سے پونچھتے ہوئے کچن کی جانب بڑھ گئی۔

☼ ☼ ☼

"آج سردی روز سے کچھ زیادہ ہی تھی۔ سرد ہوائیں گویا جسم میں چبھے جا رہی تھیں۔ خود تحریم کو بھی سردی نے لپیٹ میں لے لیا تھا۔ اشعر کو ناشتا دے کر وہ خود لحاف میں دبک کر بیٹھ گئی تھی، ساتھ میں ٹی وی آن کر لیا۔ کوکنگ شو میں ہری مرچوں والے قیمے کی ترکیب بتائی جا رہی تھی۔ تحریم نے بغور ترکیب دیکھی پھر اسے خیال آیا کہ قیمہ جلدی بھی بن جائے گا۔ فریزر سے قیمہ نکال کر لائی اور پیاز کاٹ کر براؤن کیا۔ پھر مسالے اور کٹے ٹماٹر ڈال کر بھونا اور پھر قیمہ شامل کر کے تھوڑا پانی ڈال کر رکھ دیا۔ اتنے میں موبائل بجا تو وہ چائے کا کپ اٹھا کر لاؤنج میں ہی آبیٹھی۔

"السلام علیکم۔ جی کیا حال ہیں۔" تحریم نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا تو صائمہ اس کی بیٹھی ہوئی آواز سن کر چونک گئی۔

"وعلیکم السلام۔ کیا ہوا ڈیئر طبیعت ٹھیک نہیں لگ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

رہی تمہاری۔" صائمہ کے لہجے میں فکر تھی۔
"ہاں بس سردی کا شکار ہوں۔" تحریم نے سوں سوں کرتے ہوئے کہا۔
"تو پھر تم آرام کرو۔ بعد میں بات کریں گے۔" صائمہ نے کال ڈراپ کرنا چاہی۔ "ارے نہیں یار۔ کون سا آرام۔ کہاں کا آرام شادی ہو گئی۔ بس آرام ختم کھانا بنا رہی ہوں۔"
"ہاں یہ تو ٹھیک کہا تم نے۔ عیش تو بس میکے کے ہی ہوتے ہیں۔ مگر طبیعت خراب ہے تو کھانا باہر سے منگوا لینا تھا۔ دو ہی تو بندے ہو۔" صائمہ نے حسب عادت مشورے سے نوازا۔
"اشعر بھی یہی کہتا کہ دو ہی بندے تو ہیں کھانا گھر میں بناؤ۔ میں کھانا افورڈ نہیں کر سکتا روز روز باہر کا۔" تحریم نے فوراً" دل کا بوجھ ہلکا کیا۔
"لو یہ کیا بات ہوئی۔ اشعر بھائی کی اچھی خاصی تنخواہ ہے اور ابھی کون سا بچے ہیں کہ اخراجات کی بھرمار ہو گئی ہو۔" صائمہ یونہی تحریم کی طرف داری کرتی تھی۔
"مگر اشعر کہتے ہیں کہ آج بچاؤں گا تو کل کام آئے گا۔ اور یہ کہ صحت پر بھی منفی اثر پڑتا ہے بازاری کھانوں سے۔" تحریم پیٹ بھی ہلکا کر رہی تھی۔
"اچھا اور جو ابھی تمہاری صحت خراب ہے۔ تمہیں آرام کی ضرورت نہیں کیا' یہ مرد ہوتے ہی ایسے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں ہم عورتیں انسان نہیں مشین ہیں کام کرتے رہیں بس اور بہن بیمار ہونے کی تو ہمیں اجازت ہی نہیں کہ دوا دارو پہ خرچہ الگ اور جو کہیں تیمارداری کرنی پڑ جائے تو ماتھے کے بل گنتے رہ جاؤ بس۔"
صائمہ' تحریم سے بھرپور ہمدردی کر رہی تھی۔ کیونکہ اگر وہ تحریم کی ہاں میں ہاں نہ ملاتی تو اس کا وقت کیسے گزرتا۔ آخر پیکج بھی تو حلال کرنا ہوتا ہے۔ اب جو اگر وہ صحیح اور غلط کا فرق بتانے بیٹھ جاتی تو تحریم' صائمہ کا وعظ یونہی گھنٹوں تھوڑی سنا کرتی۔ ویسے بھی انسانی فطرت ہے جو ہماری نظر سے دنیا کو دیکھے' وہی سب سے عزیز اور قریب لگتا ہے۔ تحریم کو بھی صائمہ کی دوستی اسی لیے خوب بھاتی تھی۔

☼ ☼ ☼

"السلام علیکم امی۔ کیسی ہیں آپ؟" رمل اسکائپ پر آن لائن ہوئی تو امی کھل اٹھیں۔
"ٹھیک ہوں بیٹی تم کہاں ہو۔ اتنے دنوں بعد آن لائن آئیں۔"
"بس امی۔ عباد کے ہاف ایئرلی پیپرز ہو رہے تھے۔ آپ کو تو پتا ہے اولیولز کی پڑھائی کتنی ٹف ہوتی ہے۔ اور پھر بچوں کے ساتھ جب تک خود نہ لگو۔ کہاں بیٹھتے ہیں پڑھنے۔" آپ بتائیں کچھ کمزور لگ رہی ہیں؟ طبیعت ٹھیک ہے آپ کی؟" رمل نے بغور ماں کے چہرے کو دیکھتے ہوئے فکرمندی سے پوچھا۔
"کیا کروں بیٹا ماں ہوں نا اولاد کی طرف ہی دھیان رہتا ہے۔ دن بھی مہینے لگتے ہیں۔ میں ٹھیک ہوں بس۔ تحریم کی پریشانی کھائے جاتی ہے۔ رمل بیٹا اب تم ہی اسے سمجھاؤ۔ ابھی تو چھ ماہ بھی نہیں ہوئے نہ سسرال کا جھنجٹ ہے نہ فی الوقت بچوں کا بکھیڑا۔ ایسے میں بھی اس سے گھر سنبھالا نہیں جاتا۔ وہ تو اشعر شریف بچہ ہے نہیں تو آکر براہ راست شکایت کرے تو کیسی شرمندگی اٹھانا پڑے گی' مگر یہ لڑکی ہے کہ نہ اپنی غلطی مانتی ہے نہ کچھ سمجھتی ہے۔" امی کے لہجے میں غصے کی جھلک تھی۔
"ارے امی یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ تھوڑی ہے کہ آپ پریشان ہو جائیں۔ آہستہ آہستہ سب سیٹ ہو جائے گا۔ آپ کو پتا ہے وہ ہم سب کی لاڈلی رہی ہے۔ گھر کے کام کہاں کیے ہیں اس نے۔ پھر شروع میں ایڈجسٹ ہونے میں وقت لگتا ہے۔"
"ہاں بیٹا بس کچھ میری کوتاہی بھی تھی کہ چھوٹی ہے کہہ کر کہہ کر اسے کام کی عادت ہی نہ ڈالی۔ شاید اسی لیے اب یہ سب اسے بوجھ لگ رہا ہے۔ سچ ہی تو ہے ماؤں کا حد درجہ لاڈ پیار ہی اولاد کے بگاڑ کا سبب بنتا ہے۔" امی نے صاف گوئی سے اعتراف کیا۔
"میری پیاری امی۔ ایسے مت کہیں۔ آپ کا پیار

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

محبت تو ہمارے لیے قیمتی ترین اثاثہ ہے۔ کچھ مزاج کی بھی بات ہوتی ہے۔ اب دیکھیں کہ آپ نے مجھ سے بھی کب کوئی کام کروایا۔ مگر آپ کا پتا ہے کہ مجھے کوکنگ اور گھر سجانے کا کیسا جنون تھا۔ سو زبردستی آپ کے ساتھ کچن میں کھڑے ہو کر کوکنگ پروگرامز دیکھ دیکھ کر ہی سب سیکھ لیا تھا۔" رمل نے دھیرج سے کہا۔

"ہاں بیٹا تم ٹھیک کہہ رہی ہو مگر شادی کے بعد خود کو بدلنا پڑتا ہے۔ ذمہ دار بننا پڑتا ہے۔ ورنہ عورت کی لاپروائی گھر کا شیرازہ بکھیر دیتی ہے۔" امی کے لہجے میں ہنوز تشویش تھی۔

"آپ پلیز پریشان نہ ہوں امی۔ بلاوجہ ٹینشن سے آپ کا بی پی ہائی ہو جائے گا۔ پھر ابو کو کون سنبھالے گا۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں بات کروں گی تحریم سے۔" رمل نے ماں کی ڈھارس بندھائی تو امی کو کچھ حوصلہ ہوا۔

"ٹھیک ہے۔ وہ تمہاری بات سنتی بھی ہے۔ اچھا بتاؤ میرا گڈا کہاں ہے۔"

"وہ سو رہا ہے امی۔ آج صبح پارک لے گئی تھی خوب کھیلا تو تھک کر سو گیا۔ اٹھے گا تو بات کرواؤں گی۔ اچھا امی اب میں چلتی ہوں۔ عباد کے لیے پزا بنانا ہے۔ آج اس نے فرمائش کی تھی۔" رمل نے کہا تو امی نے بھی بہت ساری دعائیں دے کر اسے خدا حافظ کہہ دیا۔

☼ ☼ ☼

"ارے یار اشعر؟ کدھر ہے بھائی۔ تو تو شادی کے بعد بیوی کو ہی پیارا ہو گیا۔" اشعر میٹرو میں سودا خرید رہا تھا کہ اس کا پرانا دوست معیز پیچھے سے آواز دیتا چلا آیا وہ اس کا کالج اور یونیورسٹی فیلو تھا۔ وہ خود بھی اسے دیکھ کر خوشی سے چونکا پھر گلے لگ گیا۔

"ارے میرے یار۔ واٹ اے پلیزنٹ سرپرائز۔ میں تو یہیں ہوں۔ تو سنا انٹرن شپ کے بعد تو غائب ہی ہو گیا۔ نمبر بھی بند جانے لگا تھا۔"

"بس یار۔ ایک بہت اچھی جاب آفر ہو گئی تھی اسلام آباد میں۔ تو وہیں تھا۔ آج کل بہن کی شادی پر آیا ہوں اور موبائل چوری ہو گیا تھا تو پرانے کانٹیکٹس کے نمبرز بھی مس ہو گئے۔ تو سنا کہاں ہے۔ کیسی چل رہی ہے زندگی؟" معیز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میں بھی ادھر پرائیویٹ چینل میں ہوں اور باقی زندگی بھی ٹھیک ہی چل رہی ہے۔" اشعر نے بجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا تو معیز چونک گیا۔

"ایسا کرتے ہیں۔ تو اپنی خریداری مکمل کر۔ کافی پیتے ہیں۔ وہیں بیٹھ کر سکون سے بات کرتے ہیں۔"

"اوکے۔ خریداری بس ہو ہی چکی ہے۔ بل پے کر دیں۔ پھر چلتے ہیں۔" اشعر نے کہتے ہوئے ٹرالی گھسیٹی۔ کاؤنٹر پر پہنچ کر پے منٹ کی پھر دونوں کیفے ٹیریا میں آ بیٹھے۔ اشعر نے کافی آڈر کی تو معیز نے سینڈوچز بھی منگوا لیے۔ تھوڑی دیر میں آڈر ان کی ٹیبل پر موجود تھا۔ معیز نے سینڈوچز کی ٹرے اشعر کی طرف بڑھائی اور خود بھی ایک بائٹ لے کر بات دوبارہ شروع کی۔

"اب بتا۔ یار تیری تو پسند کی شادی تھی۔ پھر یہ اداسی کیوں؟"

"مت پوچھ بھائی۔ میں تو پھنس گیا ہوں شادی کر کے۔ بہت پریشان ہوں۔ ایسا لگتا ہے دن رات کا سکون چھن گیا ہے۔" اشعر نے قدرے افسردگی سے کہا۔

"مگر کیوں؟ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ تیری اور تحریم بھابھی کی تو لو میرج تھی ناں....؟" معیز نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں یار تھی۔ مگر انسان کے اصل اوصاف تو جب ہی سامنے آتے ہیں جب میاں بیوی ساتھ رہ کر پریکٹیکل لائف کا آغاز کرتے ہیں۔ تحریم بہت لاپروا ہے۔ اس نے شادی کے اصل مفہوم سمجھے ہی نہیں۔ وہ سمجھتی ہے شادی بس گھومنے پھرنے، ہوٹلنگ کرنے کا نام ہے۔ بطور بیوی اس کی کیا ذمہ داریاں ہیں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اگر اسے احساس دلانے کی کوشش بھی کروں تو وہ مجھے' روایتی' جابر' رعونت پسند شوہر کے خطابات سے نوازنے لگتی ہے۔ ہمارے درمیان بہت لڑائی جھگڑے رہنے لگے ہیں۔ تو ہی بتا؟ بندہ گھر کس لیے آتا ہے سکون کے لیے۔ مگر بکھرا ہوا گھر' کچا پکا کھانا.... میرا تو دل اچاٹ کر دیا ہے اس عورت نے۔" اب اشعر کے لہجے میں غصے کی جھلک بھی تھی۔ جس سے معیز کو صورت حال گمبھیر ہونے کا بخوبی اندازہ ہو رہا تھا۔ اس لیے اس نے نرمی سے اشعر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"تیری بات سولہ آنے درست ہے۔ مگر یار تجھے ان کو تھوڑا ٹائم دینا چاہیے۔ دیکھ ہر بندے کا اپنا مزاج ہوتا ہے۔ کچھ لوگ معاملہ فہم ہوتے ہیں' کچھ حساس' کچھ کم گھرے۔ تم غصے کے بجائے پیار محبت اور توجہ سے چلو تو نتائج تمہارے مطلوبہ ہوں ورنہ غصہ معاملات کو مزید الجھا دے گا۔ آہستہ آہستہ ان کو اعتماد میں لے کر اپنی پسند سے آگاہ کرو۔ سب کچھ ایک دم اچھا ہو جانے کی توقع مت رکھو ان شاء اللہ سب سیٹ ہو جائے گا۔"

"معلوم نہیں یار۔ مجھے تو کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ مجھے اس کی نیچر کمپر ومائزنگ نہیں لگتی اور عجیب احمقانہ اور بچکانہ قسم کی سوچیں ہیں اس کی۔ اب یہی دیکھ وہ سمجھتی ہے کہ اسے بیوی نہیں نوکرانی بنا کر لایا ہوں۔" اشعر کے لہجے میں تاسف تھا۔

"اشعر یار دراصل اس میں ان کا بھی کوئی قصور نہیں۔ ہم مردوں کا.... مطلب ہے ہم میں سے کچھ مرد ایسا رویہ ہی اپناتے ہیں تو مردوں کی بے چاری پوری قوم ہی بدنام ہو جاتی ہے۔ اسی لیے تم کو سمجھا رہا ہوں کہ پیار اور نرمی سے اپنا مدعا سمجھاؤ۔ انہیں یقین دلاؤ کہ سب مرد ایک جیسے نہیں ہوتے۔ ذمے داری کا احساس ضرور دلاؤ مگر لاپروائی کے طعنے مت دو۔" معیز نے رسانیت سے کہا اور سینڈوچ ختم کر کے کافی کے سپ لینے لگا۔ اسی لمحے اس کے موبائل کی بیل بجی تو وہ انیکس کیوز کرتا ہوا کیفے سے باہر چلا گیا اشعر کافی پیتے ہوئے معیز کی باتوں پر سنجیدگی سے غور کرنے لگا۔

☼ ☼ ☼

"امی' امی پلیز مت روئیں۔ سنبھالیں اپنے آپ کو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔" تحریم ہاتھ میں فون لیے روئے جا رہی تھی۔ صبح کا وقت تھا۔ اشعر آفس جانے کے لیے تیاریوں میں مصروف تھا۔ وہ نہا کر باہر آیا تو روتی ہوئی تحریم کو دیکھ کر تیزی سے اس کی طرف آیا۔

"کیا ہوا تحریم۔ کیوں رو رہی ہو۔ آنٹی انکل تو ٹھیک ہیں۔" وہ روتی بلکتی تحریم کو دیکھ کر بری طرح گھبرا گیا۔

"وہ.... وہ رمل...." تحریم کی ہچکیاں بندھی ہوئی تھیں۔

"کیا ہوا رمل کو....؟" اس نے تحریم کو شانوں سے تھاما۔ وہ بری طرح کانپ رہی تھی۔

"رمل کے ہاتھ کا فریکچر ہو گیا ہے۔ اس کی کولیگ کا فون آیا تھا۔ امی کے پاس وہ جب سے روئے جا رہی ہیں۔"

"اوہ۔ چلو تم تیار ہو جاؤ۔ میں بھی ذرا تیار ہو کر آتا ہوں۔ امی کے پاس چلتے ہیں۔ میں وہیں سے آفس نکل جاؤں گا۔ اور یہ فون ادھر دو۔" اس نے تحریم کے ہاتھوں سے موبائل لے لیا۔

"آنٹی آپ فکر نہیں کریں۔ ہم دونوں بس ابھی پہنچتے ہیں آپ کے پاس۔ پلیز ڈونٹ وری اینڈ ٹیک کیئر یور سیلف۔" اس نے تحریم کی امی کو تسلی دے کر خدا حافظ کہا اور تحریم کو نرمی سے اپنی آغوش میں بھر لیا۔ پھر دھیرے دھیرے اس کے بال سنوارتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولا۔

"میری جان پلیز خود کو سنبھالو۔ ورنہ آنٹی انکل کو کون دیکھے گا۔ اور تم فکر نہیں کرو۔ اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ہم بھی بس چل رہے ہیں۔ تم منہ ہاتھ دھو کر ذرا فریش ہو جاؤ۔ باہر اچھا نہیں لگے گا۔ میں بس یہ چائے ختم کر لوں۔" اس نے ٹیبل پر رکھی چائے کی طرف اشارہ کیا اور تحریم کو تیار ہونے کا اشارہ کیا تو وہ چند لمحوں نم آنکھوں سے اشعر کا کیئرنگ روپ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دیکھتی رہی پھر دیر ہونے کے خیال سے اثبات میں سر ہلاتی ہوئی بیڈ روم کی طرف بڑھ گئی۔ امی کا گھر ویسے بھی زیادہ دور نہیں تھا کچھ اشعر نے بھی اسپیڈ تیز رکھی تو وہ محض دس منٹ میں ہی امی کے گھر پہنچ گئے۔ امی تحریم کو دیکھتے ہی اس کی جانب لپکیں۔

"تحریم... میری رمل..."

"سب ٹھیک ہو جائے گا امی۔ ابو کہاں ہیں؟" تحریم نے ماں کو بچوں کی طرح گلے لگالیا۔

"تمہارے ابو سو رہے ہیں بیٹا۔ تمہیں پتا ہے کہ نیند کی دوائیں لیتے ہیں۔" انہوں نے اپنے رخساروں کی نمی ہتھیلیوں سے پونچھتے ہوئے کہا بیٹی اور داماد کو دیکھ کر ان کا دل کچھ شانت ہوا تھا۔ اپنے تو بہر حال اپنے ہوتے ہیں۔

"آپ ابھی انہیں کچھ نہ بتائیں آنٹی۔ ویسے ہی وہ ہارٹ پیشنٹ ہیں۔ آپ ایسا کیوں نہیں کرتیں کہ رمل کو یہاں بلوالیں۔" اشعر کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"بیٹا اگر ایسا ممکن ہوتا تو میں یہی کرتی۔ چھوٹے بچے کا ساتھ ہے پھر فریکچر ہے کہنی کی ہڈی ٹوٹی ہے۔ وہ کہاں بتا رہی تھی اس کی کولیگ نے فون کر دیا۔ پھر تمہیں مالی حالات کا بھی خوب اندازہ ہے۔ آج کل جہاز کے ٹکٹ کتنے مہنگے ہیں اور میں تمہارے انکل کو ایسی حالات میں چھوڑ کر کیسے جاؤں۔ میری تو کچھ سمجھ نہیں آرہا کیا کروں۔" امی کی آواز پھر بھرانے لگی۔

"آنٹی! ایسا کرتے ہیں۔ میں تحریم کو وہاں بھجوا دیتا ہوں۔ بہن سے اچھی کیئر کون کرے گا۔ آپ کی تو خود حالت سفر والی نہیں ورنہ تحریم ابو کے پاس رہ جاتی۔ پھر مجھے پندرہ بیس دن بعد آفیشل ٹور کے سلسلے میں اسلام آباد جانا ہی ہے۔ کچھ دن ٹھہرنا ہی پڑے گا۔ تو واپسی پر تحریم کو لے آؤں گا۔ اور اگر رمل بہتر ہوئی تو اسے بھی ساتھ ہی لے آئیں گے۔ آپ بھی مل لیجیے گا۔" اشعر جلدی جلدی پروگرام سیٹ کر رہا تھا۔ تحریم حیرت سے اسے اپنے اور اپنے گھر والوں کے لیے اتنا کیئرنگ ہوتا دیکھ رہی تھی۔ امی نے تو بڑھ کر ماتھا ہی چوم لیا۔

"اللہ نے بیٹا نہیں دیا مگر تم جیسا داماد دے کر بیٹے کی کمی پوری کر دی۔"

"آنٹی ایسی باتیں مت کریں۔ آڑے وقت میں اپنے ہی اپنوں کے کام آتے ہیں۔ اور میں آپ کا بیٹا ہی تو ہوں۔ بس آپ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اور تحریم ہم ابھی گھر چلتے ہیں۔ تم پیکنگ کر لینا میں اتنے میں ٹرین کے ٹکٹ بک کروالوں گا تاکہ تم جلد از جلد پہنچ سکو۔ ٹھیک ہے آنٹی۔ اللہ حافظ۔" وہ تحریم سے کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تو امی نے دونوں کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"خوش رہو بیٹا۔"

گھر واپس پہنچتے ہی اشعر محض پانی کا ایک گلاس پی کر نکلنے لگا تھا کہ تحریم نے اسے روکا۔

"تھینک یو فار سپورٹنگ از۔"

"پاگل ہو گئی ہو کیا؟ میں اجنبی ہوں کیا؟ یار اپنے ہوتے کس لیے ہیں اور پھر میاں بیوی کا تو سکھ بھی سانجھا اور دکھ بھی۔" اشعر نے نرمی سے اس کے گال تھپتھپائے تو اسے لگا کہ اس کی روح تک سرشار ہو گئی ہے۔ وہ بہت دنوں بعد کھل کر مسکرا دی۔

"ناؤ ہری اپ۔ تیاری کرو۔" اشعر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اشعر بائیک کی چابیاں اٹھا کر باہر نکل گیا تو وہ بیڈ روم میں آکر جانے کی تیاریوں میں جت گئی۔

☼ ☼ ☼

رمل شادی ہو کر اسلام آباد گئی تھی۔ اس کا شوہر عمار بحریہ کالج اسلام آباد میں لیکچرار تھا۔ رمل اور عمار کی شادی کے فقط سال بھر بعد ہی عباد ان کی زندگی کو مکمل کرنے دنیا میں آگیا تھا۔ رمل حساس اور خوابوں سے پیار کرنے والی لڑکی تھی۔ جبکہ عمار ایک اصول پسند اور خاموش مزاج شخص تھا۔ وہ رمل کی ضرورتوں کا خیال رکھتا تھا تاہم محبت کے باقاعدہ اظہار کے معاملے میں بہت سے شوہروں کی طرح کنجوس تھا۔ تاہم زندگی کی گاڑی چل رہی تھی۔ عباد میں مصروف ہو کر رمل نے عمار کی خشک طبیعت سے بھی سمجھوتہ کر لیا تھا۔

چار برس کی عمر میں عباد کی اسکولنگ شروع ہوئی تو

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

رمل کی ذمہ داریوں میں گویا یک بیک اضافہ ہو گیا۔ اور زندگی ایک لگے بندھے روٹین کے تحت چلنے لگی اور جب انسان کے دن رات ایک جیسے گزرنے لگیں تو وہ اکتانے لگتا ہے اسے مزید چلتے رہنے اور سبک رفتاری سے چلتے رہنے کے لیے تبدیلی اور تفریح کا ایندھن درکار ہوتا ہے۔ رمل کے ساتھ بھی بالکل ایسا ہی ہوا۔ اس پر بے زاری طاری رہنے لگی۔ تب رمل کو اپنی زندگی میں موجود خلا کا زیادہ احساس ہونے لگا۔ گھر میں رہنے والی عورت کو اپنا شوہر ہی اپنا ہمدم اور دوست کی صورت میں نظر آتا ہے مگر دوستی یاری بھی محبت کی طرح یک طرفہ نہیں ہو سکتی' اگر ہو تو راحت کے بجائے رنج پہنچاتی ہے۔ عمار میں اپنا دوست تلاشنے کی سعی کرتے ہوئے رمل اگر کبھی بھولے سے بھی اس کی عدم توجہ کا شکوہ کرتی تو وہ ہر بار اسے ایک ہی جواب دے کر خاموش کروا دیتا۔

"رمل کیا محبت کے اظہار کے لیے ہر وقت آئی لو یو کی مالا جپنا ضروری ہے؟ کیا میں تمہارا خیال نہیں رکھتا؟ تمہاری ضرورتیں پوری نہیں کرتا؟ کیا یہ سب محبت کا احساس دلانے کو کافی نہیں؟"

اور رمل چاہ کر بھی اسے یہ نہ کہہ پاتی کہ کیا ہے عمار اگر آپ میرے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر' ننگے پاؤں شبنمی گھاس پر چلتے ہوئے یہ کہہ دیں کہ تم میرا جیون ہو اور کبھی سرِ شام مہکتے ہوئے گجرے کلائیوں میں ڈال کر یہ اقرار کر لیں کہ تم نے میری زندگی کو بھی ان پھولوں کی طرح مہکا دیا ہے اور ازدواجی زندگی میں خاصے کی چیز تو یہی ہے کہ مرد عورت کی فطرت کو نہیں جان پاتا اور عورت مرد کے مزاج کے پہلو ہی تلاشتی رہتی ہے۔

رمل کے دل کی چاہ اس کے دل کا ملال بن کر بڑھتی رہی مگر وہ جتنی شدت سے محبت کا اظہار سننے کی منتظر تھی اتنی ہی خود ایسا کرنے سے گریزاں تھی کیونکہ اسے لگتا تھا کہ عمار اسے نفس پرست نہ سمجھے۔ سو وہ خاموش رہتی اور زندگی کی گزرتی گھڑیوں کا حساب لگاتی رہتی کہ کتنی محبت میں گزری اور کتنی اس کی طلب میں اور یہی مشرقی بیویوں کا المیہ ہی کہ شوہر کی محبت کی سود و زیاں کا حساب لگانے میں وہ اتنی محو ہو جاتی ہیں کہ خود محبت کرنا ہی بھول جاتی ہیں۔

رمل کو عمار ایک روبوٹ کی مانند لگنے لگا تھا جو اللہ کی طرف سے اس کی دیکھ ریکھ کے لیے بھیجا گیا ہو اور جو شے اللہ کی طرف سے آتی ہے' اسے اللہ کی طرف تو لوٹ کر جانا ہوتا ہے۔ سو عمار کا بھی بلاوا آ گیا۔ عباد پانچ سال کا تھا تو ایک دن کالج سے واپسی پر عمار کی کار کو ٹرک نے ایسی ٹکر ماری کہ وہ اس حادثے میں جانبر نہ ہو سکا۔ رمل کو لگا کہ اس کی دنیا ہی تلپٹ ہو گئی ہے۔ جیسے پوری کائنات گھوم گئی ہو۔ پلٹ گئی ہو۔ جب شریک حیات یوں بیچ سفر میں چھوڑ جائے تو یونہی لگتا ہے کہ زندگی میں آکسیجن کی کمی ہو گئی ہے اور آکسیجن نہ ہو یا کم ہو تو سانس لینا محال ہوتا جاتا ہے۔ مگر کیا کیجیے وقت گھاؤ دیتا ہے تو مرہم بھی لگا ہی دیتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اور سب کے احساس دلانے پر اس نے عباد کی خاطر خود کو سنبھال لیا۔ مگر کراچی آنے سے انکار کر دیا۔ وہ اپنی عمر عمار کی یادوں سے سجے اسی شہر میں گزارنا چاہتی تھی۔

وہ بہت اچھی کوکنگ کرتی تھی۔ عمار کی ایک کولیگ جو لڑکیوں کا ووکیشنل سینٹر چلاتی تھیں اس کی اس خوبی سے واقف تھیں۔ انہوں نے رمل کو اس فیلڈ میں آنے کا مشورہ دیا اور اپنے ہی سینٹر میں جاب آفر کر دی۔ اپنی محنت اور صلاحیتوں کے بل بوتے پر رمل دو سال میں ہی کافی سیٹ ہو گئی تھی۔

عباد اب آٹھ سال کا ہو گیا تھا۔ ایک دن بدقسمتی سے جاب پر جاتے ہوئے اس کا بھی ایکسیڈنٹ ہو گیا اور ہاتھ فریکچر ہو گیا مگر اس بار قدرت کو شاید عباد پر رحم آ گیا کہ اس کی جان بچ گئی۔ گو کہ وہ دوری کے باعث اور امی ابو کو پریشان نہ کرنے کی غرض سے میکے میں اطلاع دینے سے کترا رہی تھی تاہم سارہ نے جو اس کی پرانی پڑوسی تھی' اس کی ناراضی کے باوجود میکے میں اطلاع کر دی کیونکہ عباد ابھی بہت چھوٹا تھا اسے تو خود دیکھ بھال کی ضرورت تھی ایسے میں وہ ماں کو کیسے دیکھ سکتا تھا اور پھر امی نے اسے فون کر کے خوب ڈانٹ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پلائی۔

"رمل اب ہم غیر ہو گئے ہیں یا تم زیادہ بڑی اور خود مختار ہو گئی ہو۔"

"مگر امی۔۔۔" رمل نے صفائی دینی چاہی اور انہیں آنے سے روکنا چاہا تو ان کا غصہ اور بڑھ گیا۔

"بند کرو فون۔ بہت کرلی تم نے من مانیاں۔ اس لیے کہا تھا عمار کے بعد اکیلی نہ رہو وہاں۔ چھوٹے بچے کا ساتھ ہے۔ اب تمہاری ایک نہیں چلے گی۔ آرہی ہوں میں۔" انہوں نے مزید کچھ کہے سنے بغیر فون بند کر دیا۔ مگر بعد میں خود ہی پریشان ہو گئیں کہ اب کیا کریں گی۔ شوہر کو بھی ان کی دیکھ بھال کی ضرورت تھی۔ ایسے میں تحریم کا ہی خیال آیا تو اسے فون ملایا مگر تحریم ماں کو روتا دیکھ کر خود ہی رونے لگ گئی۔ ایسے میں اشعر نے ہی دونوں کو دلاسا اور تسلی دی اور آگے کا لائحہ عمل ترتیب دینے کی ترغیب دی۔

☼ ☼ ☼

تحریم دوسرے ہی دن اسلام آباد پہنچ گئی۔ سارہ اور اس کے ہزبینڈ نے اسے ریسیو کر کے رمل کے گھر پہنچایا۔ ننھا عباد خالہ کو دیکھ کر گلے سے لپٹ گیا۔ وہ اس کی شادی پر کراچی آیا تھا اور اب پھر پانچ ماہ بعد اپنے سامنے دیکھ کر خوشی سے نہال ہو گیا ورنہ گھر میں تو صرف ماں تھی اور وہ۔ کمزور سی رمل کو دیکھ کر تحریم کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آگئے۔ بہن نے اتنی سی عمر میں کتنے درد سہ لیے تھے۔ فقط بائیس برس کی تھی رمل شادی کے وقت۔ تحریم رمل کے گلے لگ کر سسک پڑی تو رمل کی پلکیں بھی بھیگ گئیں مگر پھر دونوں نے خود پر عباد کی سہمی ہوئی نظریں محسوس کیں تو دونوں ہنس پڑیں کہ مبادا معصوم ذہن غلط اثر نہ لے لے۔

"لو بھئی آپ کی آنی تو خود رونے دھونے میں لگ گئیں مما کا خیال کیا رکھیں گی۔"

"جی نہیں پتا ہے عباد اصل میں آپ کی مما نے مجھے چپکے سے چٹکی کاٹی کہ میں صرف آپ کے لیے شامی کباب کیوں لائی ہوں؟" تحریم نے کبابوں سے بھرا ایئر ٹائٹ باکس عباد کی طرف مسکراتے ہوئے بڑھایا تو وہ خوشی سے کھل اٹھا۔

"واؤ نانو کے یمی والے کباب۔"

"آپی تمہارا بیٹا بھی تمہاری طرح ہی چٹورا ہے۔ کیسے مزے سے مرچوں والے کباب سی سی کر کے کھا رہا ہے۔ بیٹا مما کو بھی تو چکھاؤ۔" تحریم نے کہا تو عباد فوراً بولا۔

"آنی اب میں اتنا پیٹو بھی نہیں کہ سارے خود ہی کھا جاؤں۔" اس کی اس ادا پر تحریم اور رمل دونوں ہی کھلکھلا کر ہنس دیں۔ اپنوں کا ساتھ پا کر روحیں یونہی گنگنانے لگتی ہیں کہ بات بے بات لب مسکرانے لگتے ہیں۔

☼ ☼ ☼

سردیوں کی چمکیلی دھوپ تھی۔ اتوار کا دن تھا۔ تحریم ناشتے کے برتن سمیٹ کر دونوں کو لے کر لان میں لے آئی۔ ڈاکٹر نے رمل کو وٹامن ڈی کی کمی بتائی تھی اور ہدایت کی تھی کہ وہ روزانہ پابندی سے کچھ وقت دھوپ میں ضرور گزارے۔ سردیوں کی دھوپ تو یوں بھی جسم میں توانائی سی ہی بھر دیتی ہے۔ عباد سامنے سے سارہ کے بیٹے کو بلا لیا۔ دونوں ہم عمر بھی تھے اور اسکول فیلو بھی۔ دونوں مل کر کرکٹ کھیلنے لگے اور تحریم رمل کے ساتھ واک کرنے لگی۔ پھر جب رمل تھکنے لگی تو دونوں آکر لان میں رکھی چیئرز پر بیٹھ گئے۔ تحریم نے ٹیبل پر رکھی موسمبیوں کو چھیل کر پھانکیں رمل کے سامنے رکھیں اور کھانے کا اشارہ کر کے عباد کے لیے کینو چھیلنے لگی۔

"توبہ ہے تحریم۔ تم تو کھلا کھلا کر موٹا کر دو گی مجھے۔ ابھی تو ناشتا کیا ہے۔" رمل نے منہ بنایا۔ آلو کا پراٹھا ابھی تک اس کے حلق میں ہی اٹکا ہوا تھا۔ تحریم نے عباد کی فرمائش پر آلو کے پراٹھے بنائے تھے۔

"آپ نہیں ہوتیں موٹی۔ کتنی ایکٹو ہیں ابھی بھی۔ ایک ہاتھ سے بھی کتنے کام کر لیتی ہیں استری کرنا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

قبلہ درست کرو اپنا ورنہ بھٹک جاؤ گی۔ تمہیں پتا ہے کہ طلاق اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ عمل ہے صرف بدکاری کی صورت میں اس کے رائج کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ نہ تم بدکار ہو۔ نہ وہ۔ دونوں اپنی نیتیں درست کرو۔ بیٹھو بات کرو تب بھی معاملہ نہ سلجھے تو بڑوں کو بٹھاؤ۔ یہ ہے درست اور صحیح طریقہ یوں من مانی کرنے سے من چاہی منزل حاصل نہیں ہوتی۔" رمل نے سخت الفاظ میں اسے نصیحت کی تو وہ روہانسی ہو گئی۔ اسے لگا کہ رمل اسے سمجھ نہیں رہی۔

"تو کیا محبت لایعنی شے ہے۔ میاں بیوی کے درمیان محبت کا کوئی وجود نہیں ہونا چاہیے۔ پہلے تو آئی لو یو کہتے اس کی زبان نہ تھکتی اور اب اسی زبان سے طعنے دیتا ہے مجھے۔ صائمہ ٹھیک کہتی ہے بالکل۔ بیوی نہیں نوکرانی چاہیے ہوتی ہے ایسے مردوں کو بلکہ کٹھ پتلی اپنے اشاروں پر ناچنے والی۔"

"بیوقوف ہو تم اور وہ تمہاری دوست بھی شوہر کو سنوری ہوئی بیوی اسی وقت اچھی لگتی ہے جب وہ اس کا گھر بھی سنوارے۔ تم نے خود بتایا تھا نا کہ دوسروں کے سامنے تعریفیں کرتا ہے تمہاری۔ بیماری میں خیال رکھتا ہے۔ کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دیتا۔ یہی خیال اور یہی عزت محبت کا اصل اظہار ہیں۔ میری جان عقل کرو۔ ناشکری مت کرو۔ کہیں پچھتانا نہ پڑے میری طرح۔" رمل کی آنکھوں میں خود آنسو اتر آئے تو تحریم چپ چاپ اسے تکنے لگی۔ اس کے آخری الفاظ تحریم کی روح کو جیسے چیر گئے تھے۔ وہ گم صم کھڑی مضمحل سی رمل کو دیکھ رہی تھی کہ دروازے پر ہونے والی دستک نے دونوں کو چونکا دیا۔ عباد نے سارہ کی آواز سن کر دروازہ کھول دیا تو دونوں نے جلدی سے اپنے گیلے رخسار صاف کر ڈالے۔ سارہ نے آکر دونوں سے ہاتھ ملایا۔

"کیسی ہو رمل۔ ویسے بتانے کی ضرورت نہیں۔ لکنگ فریش ماشاء اللہ۔" سارہ نے محبت سے اس کے گال سہلائے تو وہ مسکرا کر تحریم کو دیکھنے لگی۔

"سب میری بہن کا کمال ہے۔ بہت خیال رکھتی ہے میرا۔"

"یہ تو ہے بڑی کیئرنگ ہے تمہاری بہن اور ویسے بھی تنہائی بٹ جائے تو بھی انسان جی اٹھتا ہے۔ کیوں تحریم؟" سارہ نے اپنی بات کی تائید چاہی۔

"بالکل ٹھیک کہا آپ نے۔" تحریم نے سارہ کا اشارہ سمجھتے ہوئے رمل کی جانب دیکھا تو رمل نے نظریں چراتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"چلو اب تم لوگ جلدی نکلو۔ دیر ہو رہی ہے۔ جیسے جیسے دن گزرے گا۔ ٹھنڈ بڑھ جائے گی۔ سردیوں میں دن تو ویسے ہی چھوٹے ہوتے ہیں۔"

"اوہ یس سارہ آپی۔ آپ پانچ منٹ رکیں۔ میں چینج کر کے آتی ہوں۔" تحریم سے جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے سارہ کو مارکیٹ جانے کے لیے بلایا تھا کیونکہ وہ اسلام آباد کے راستوں سے انجان تھی۔ وہ اندر گئی تو سارہ اور رمل بچوں کے اسکول کی باتوں میں لگ گئیں۔

☼ ☼ ☼

ڈیپارٹمنٹل اسٹور میں اتوار کے باعث بہت زیادہ رش تھا۔ آج ابر چھایا ہوا تھا اور بارش کے آثار لگ رہے تھے۔ اس لیے کافی ہاؤس میں بھی کافی رش تھا۔ سارہ اور تحریم بھی شاپنگ کر کے کیفے ٹیریا میں آبیٹھیں۔

"پھر تم نے بات کی؟" سارہ نے کافی کا آڈر دے کر تحریم کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں کی تھی۔ ڈھکے چھپے لفظوں میں آپ کو پتا ہے وہ چڑ جاتی ہیں اس ٹاپک سے۔" تحریم نے گرمائش حاصل کرنے کے لیے ہتھیلیوں کو مسلتے ہوئے کہا۔

"پھر.....؟" سارہ نے بے چینی سے پوچھا۔

"پھر کچھ نہیں۔ انہوں نے وہی جواب دیا جو وہ ہمیشہ سے دیتی آئی ہیں میری فکر مت کرو۔ آئی ایم اوکے اور یہ کہ اب عباد ہی میری زندگی کا مقصد ہے۔ امی تو خود بہت فکر مند رہتی ہیں آپی کے لیے۔" تحریم کے لہجے میں بہن کے لیے فکر تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کپڑے تہ کرنا۔ ویسے آپس کی بات ہے۔ اتنی سگھڑ اور پھرتیلی تو نہ تھیں آپ۔" تحریم نے شرارت سے کہا تو وہ مسکرا دی۔

"بس ڈیئر جب مرد اور عورت پریکٹیکل لائف میں داخل ہو جاتے ہیں۔ تو بہت چینج کرنا پڑتا ہے خود کو ایک دوسرے کے لیے۔ تب ہی زندگی کی گاڑی چلتی ہے۔"

"اف آپی تم تو سچ مچ کی ٹیچر بن گئی ہو۔ فلسفہ بھی بولنے لگی ہو۔" تحریم نے کینو کی پھانک پر چاٹ مسالا چھڑک کر منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔

"یہ فلسفہ نہیں میری جان۔ زندگی کی حقیقتیں ہیں۔ اچھا چھوڑو ان باتوں کو۔ یہ بتاؤ تم اشعر کو فون نہیں کرتیں۔ بیویاں تو بڑی خبر رکھتی ہیں میاں کی۔" رمل نے تحریم کے چہرے کو کھوجتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔" تحریم نے انتہائی قطعیت سے جواب دیا تو رمل حیران رہ گئی۔

"نہیں سے کیا مراد ہے تمہاری۔ تحریم سب ٹھیک تو ہے تمہاری اور اشعر کی لائف میں۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔ وہ کرلیتا ہے فون تو بس خیریت پتا چل جاتی ہے۔" تحریم کا لہجہ ہنوز قطعی تھا۔

"وہ کرلیتا ہے تو تمہیں تو پھر اور بھی خیال سے چلنا چاہیے احساس دلانا چاہیے کہ تم بھی اسے یاد کرتی ہو۔" رمل نے رسان سے کہا۔

"آپی وہ مجھے یاد نہیں کرتا۔ بلکہ گھر کی ماسی کو یاد کرتا ہے۔ ظاہر ہے اب اسے کھانے پینے اور کپڑوں وغیرہ کی مشکل ہو رہی ہوگی۔" تحریم نے یوں کہا جیسے اسے رمل کی لاعلمی پر حیرت ہو اور رمل کا دل چاہا کہ وہ اپنا سر پیٹ لے اسے تحریم سے اس قدر بچکانہ رویے کی امید ہرگز نہ تھی۔

"ڈونٹ بی چائلڈش تحریم۔ ابھی کیا کہا میں نے کہ شادی کے بعد عورت کو خود کو شوہر کی مرضی اور پسند کے مطابق ڈھالنا پڑتا ہے۔" اس بار رمل کے لہجے میں سختی تھی تو تحریم کے لہجے میں بھی ناگواریت بھر آئی۔

"اچھا تو کہاں لکھا ہے کہ عورت شوہر کے لیے کھانا پکائے، کپڑے دھوئے۔ کیا تم نے کبھی کوئی دینی پروگرام نہیں دیکھا۔ سارے علما یہی کہتے ہیں کہ عورت کا نان نفقہ مرد کے ذمے ہے۔ جبکہ عورت کے ذمے صرف بچوں کی پرورش ہے اور اس میں بھی عورت اس سے دودھ پلانے تک کی اجرت طلب کر سکتی ہے۔" تحریم کی سوچ اور لب و لہجہ رمل کو نہ صرف چونکا گیا بلکہ وہ تاسف میں بھی مبتلا ہو گئی۔ مگر وہ جانتی تھی کہ سختی سے شاخ ٹوٹ جاتی ہے لہٰذا اس نے بہت نرمی سے کام لیتے ہوئے تحریم کو پھر سمجھانا شروع کیا۔

"تحریم میری بہن۔ یہی تو ہمارا سب سے بڑا مسئلہ بلکہ المیہ ہے کہ ہم قرآن و حدیث کی مروجہ باتوں میں سے صرف اپنے مطلب کے معنی اخذ کرتے ہیں۔ کوئی بات کیوں کہی گئی ہے اس کے پس منظر میں جائے بغیر نعوذ باللہ اپنے طور پر من پسند مفہوم تلاش کر لیتے ہیں۔ گڑیا جب دور جاہلیت میں عورتوں پر ظلم ستم ڈھایا جاتا، زندہ درگور کیا جاتا ان سے حیوانوں سا سلوک کیا جاتا تھا تو اللہ اور اس کے رسول نے ان آیتوں اور حدیثوں سے عورتوں کے اصل مقام، رتبے اور فضیلت کو واضح کیا۔ تم دلیل دیتے وقت یہ کیسے اور کیوں بھول گئیں کہ اسی قرآن اور اسی مذہب نے عورت کو شوہر کی تابعداری اور اطاعت کا حکم دیا اور جنت کی خوشخبری دی ان عورتوں کو جن سے ان کا شوہر راضی ہوا۔"

"مگر آپی اشعر کا رویہ بہت تکلیف دہ ہے۔ اس کی وہ محبت جس کا وہ دعوے دار تھا۔ اب ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی۔ میں اب تھک رہی ہوں۔ آئی ایم فیڈ اپ اور اب مجھے نہیں لگتا کہ یہ سب مزید چل سکتا ہے۔" تحریم کی سوئی وہیں اٹکی دیکھ کر رمل کو پھر شدید غصہ آگیا۔

"شٹ اپ تحریم تمہیں کچھ پتا ہے تم کیا بول رہی ہو۔ ایسا سوچا بھی کیسے تم نے؟"

"کیوں یہ میرا حق ہے۔" تحریم دوبدو بولی۔

"اپنا حق مانگنے سے پہلے اپنا فرض ادا کرنا سیکھو۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"رمل مجھے بہت عزیز ہو گئی ہے تحریم۔ شی از سولونگ۔ تم اسے سمجھاؤ کہ زندگی ایسے تنہا نہیں گزرتی۔ آذر بھائی کو بھی ساتھی کی ضرورت ہے۔ آصفہ کے بعد گھر اور بچی کو اکیلے سنبھالنا.... یو نو مرد کہاں چلا سکتے ہیں گھر اور پھر ان کی بیٹی اور عباد دونوں ہم عمر ہیں دونوں بچوں کی بھی تنہائی دور ہو جائے گی۔ سچ پوچھو مجھے بھی اپنے بھائی کا اکیلا پن بہت تکلیف پہنچاتا ہے۔ رمل نے آذر بھائی کو دیکھا ہوا ہے ملی ہوئی ان سے۔ پھر انکار کی کوئی وجہ.... کیا وجہ ہے آخر؟"

سارہ کی شدت سے خواہش تھی کہ رمل اس کے بھائی آذر کی شریک حیات بن جانے پر رضامند ہو جائے۔ ان کی بیوی چار سال پہلے ہیپاٹائٹس کے مرض میں مبتلا ہو کر انہیں داغ مفارقت دے گئی تھیں۔ ان کی بھی ایک سات سالہ بیٹی تھی جسے یقیناً" ماں کی ضرورت تھی۔ اور سارہ کے ساتھ آذر کی نگاہ انتخاب بھی رمل پر آکر ٹھہر گئی تھی۔ وہ ہر لحاظ سے ایک آئیڈیل پارٹنر بھی ثابت ہو سکتی تھی مگر رمل جو کہ سارہ کی بہت اچھی دوست تھی اس معاملے پر اس کی ہمنوا نہیں بن پا رہی تھی مگر سارہ نے اپنی کوششیں ترک نہیں کی تھیں اور تحریم کی شکل میں ان کی امید اور کوششیں اور قوی ہو گئی تھیں۔

"بات آذر بھائی کی نہیں ہے سارہ آپی۔ وہ یہ اسٹیپ لینا ہی نہیں چاہتیں مگر آپ کے کہنے پر میں امی سے بات کروں گی کہ وہ اپنے طریقے سے آپی کو رضامند کرنے کی کوشش کریں۔"

تحریم نے رسانیت سے کہا تو سارہ مسکرا دی۔ اتنے میں کافی آگئی اور دونوں نے بڑھتی ہوئی سردی کے اثر کو زائل کرنے کے لیے جلدی جلدی کافی کے سپ لینا شروع کر دیے۔

☼ ☼ ☼

"تو پھر مانتا ہے ناں اپنا استاد۔" معیز نے فرضی کالر جھاڑتے ہوئے پوچھا وہ بہن کی شادی سے فارغ ہو کر واپس جا رہا تھا تو اشعر سے ملنے اس کے آفس ہی آ گیا۔

"ماننا پڑ گیا دوست۔ آخر تیرا چھ سالہ تجربہ ہے شادی شدہ زندگی کا اور ہم ٹھہرے ابھی طفل مکتب کے مکین۔" اشعر نے گردن جھکا کر کورنش بجا لاتے ہوئے کہا تو معیز ہنس دیا۔

"بات دراصل پتا ہے کیا ہے ڈیئر۔ یہ انسان کی خصلت ہے کہ جو شے اس کے پاس' اس کی دسترس میں ہو۔ اسے اس کی قدر نہیں ہوتی۔ بس اب تو شکر منا۔ دوری وقتی ہے۔ محبت اور اعتماد سے ہاتھ تھام کر' سب کچھ بھلا کر زندگی کو نئے ڈھب سے شروع کر ان شاء اللہ تم تحریم بھابھی کے اور وہ تمہارے دل میں جگہ بنالیں گے کیونکہ تالی ہمیشہ دونوں ہاتھ سے بجتی ہے چل اب اجازت دے۔ تیری بھابھی کے ساتھ پیکنگ بھی کروانی ہے۔" معیز نے اٹھتے ہوئے کہا تو اشعر نے اٹھ کر اسے مصافحہ کیا اور اسے رخصت کرنے کی غرض سے ساتھ چلتا ہوا بیرونی دروازے تک آگیا۔

"یار اب کہ جب بھی تو آ۔ بھابھی کو اور بچوں کو ضرور لانا۔ ساتھ کھانا کھائیں گے اس بار تو تو نے مصروفیت کا بہانہ بنا کر جان چھڑالی۔"

"بلیومی دوست۔ بہانہ نہیں واقعی شادی کی وجہ سے بہت مصروفیت تھی۔ اگلی بار ان شاء اللہ ضرور چکر لگائیں گے تو آنا نا۔ بھابھی کو لینے تو آئے گا ہی نا اسلام آباد۔" معیز نے الوداعی مصافحہ کیا اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔

"ضرور۔ پوری کوشش ہو گی۔" اشعر نے ہاتھ ہلا کر خدا حافظ کیا تو معیز نے گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی اور اشعر واپس آفس کے اندر داخل ہو گیا۔

☼ ☼ ☼

"آپی آپ جا رہی ہیں۔ نہیں جائیں پلیز۔ میں اداس ہو جاؤں گا۔" تحریم جانے کے لیے سامان پیک کر رہی تھی کہ عباد چلا آیا۔

"او میرا گڈا۔ آپی کی جان میں جا رہی ہوں بیٹا لیکن ہم اسکائپ پر روز بات کریں گے اور اب آپ کی باری

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آپ اور مما اسکول کی چھٹیوں میں کراچی آنا۔ پھر ہم سی سائڈ چلیں گے۔ اونٹ پر بھی بیٹھیں گے اوکے۔" تحریم نے اسے آغوش میں بھر کر پیار کیا اور پھر گدگدی کی تو وہ کھلکھلا کر مسکرا دیا۔ اتنے میں سارہ کا بیٹا اسے بلانے آگیا تو وہ باہر چلا گیا۔ تحریم دوبارہ پیکنگ کرنے لگی تو کپڑے تہ کرتے ہوئے اسے اپنی ایک شرٹ کم لگی۔

"شاید آپی کی کپڑوں میں چلی گئی ہو۔" یہ خیال آتے ہی اس نے رمل کی وارڈ روب کھولی تو کپڑوں کے نچلے خانے میں اسے رمل کی شادی کی البم دکھائی دی وہ اتنے دنوں سے یہاں تھی مگر رمل کی دیکھ بھال میں مصروف ہو کر اسے تصویریں دیکھنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ وہ یادوں کے دھارے میں بہتے ہوئے البم کا ڈبا کھولنے لگی تو اندر سے ایک چھوٹی سیاہ ڈائری برآمد ہوئی۔ تحریم نے بے دھیانی میں ڈائری کھول لی۔ اسے کیا پتا تھا کہ اس کے بعد اس کا دھیان کہیں اور لگے گا ہی نہیں۔ وہ رمل کی ڈائری تھی۔ شادی کے ابتدائی دن 'عمار کی عدم توجہ' رمل کی چاہ..... سب کچھ ان صفحات میں رقم تھا۔ وہ پڑھتی چلی گئی اسے لگا کہ وہ سب رمل نے نہیں خود اس نے لکھا ہو۔

پھر عمار کے انتقال اور عباد کے مستقبل کے فکر کے خیالات سے مزین چند صفحات پڑھنے کے بعد وہ آخری صفحہ پڑھنے لگی تو اسے لگا کہ اس کی سانسیں بند ہو جائیں گی۔ بظاہر چلتی پھرتی 'ہنستی بولتی رمل اپنے اندر دکھ کا ساگر لیے جی رہی تھی یا زندگی گزار رہی تھی۔ تحریم آنسو پونچھتے پونچھتے لفظ لفظ پڑھتی چلی گئی۔ رمل نے عمار کو یوں مخاطب کیا تھا جیسے وہ سامنے ہو۔

"یہ کیا کیا عمار تم نے؟ کیوں چھوڑ گئے اس طرح؟ زندگی کا ہر ڈھنگ سکھایا تم نے؟ لیکن یہ تو بتایا ہی نہیں کہ کیسے اشکوں کو چھپانا ہے؟ کیسے روتے روتے ہنسنا ہے۔ میں کیسے لڑتی تھی تم سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر' کیسے خفا ہو جاتی تھی بات بے بات۔ مجھے کیا خبر تھی کہ تم تنگ آکر اکیلے ہی چھوڑ جاؤ گے۔ کیا خبر تھی کہ تم بن زندگی میں صرف ماتم کرنا' بین کرنا رہ جائے گا۔ آجاؤ عمار میرا دل ترستا ہے کسی سے دل کی دو باتیں کرنے کو' ساتھ ہنسنے کو' ساتھ رونے کو..... تمہاری بانہوں میں چھپ کر ہر غم بھلانے کو..... آجاؤ ناں عمار....."

لفظ تھے کہ کرب میں ڈوبے ہوئے نشتر۔ تحریم کی روح تک تڑپنے لگی بہن کے دل کا حال جان کر۔ اس کی سسکیاں بندھنے لگیں۔ تب ہی اچانک رمل آ گئی۔

"تحریم پیکنگ کرلی تو آجاؤ۔ کھانا تیار ہے۔" آج رمل نے ضد کر کے کوکنگ کی تھی تاکہ وہ اسے اپنے ہاتھ کا پکا کھانا کھلا سکے۔ مگر تحریم کی یوں ہچکیاں بندھے دیکھ کر وہ بری طرح چونک گئی۔

"ارے کیا ہوا.....؟" پھر اچانک اس کی نظر ڈائری پر پڑی تو وہ لمحے میں سب سمجھ گئی پھر وہ وہاں سے تیزی سے باہر نکل گئی۔ تحریم نے ڈائری رکھی اور اس کے پیچھے لپکی۔ رمل لاؤنج میں رکھے ایکوریم کے پاس آ کھڑی ہوئی۔

"آپی رکیں پلیز۔ آئی ایم سوری۔ آئی نو کہ ایسے بنا اجازت کسی کی پرسنل چیز کو ہاتھ لگانا ایک غیر اخلاقی حرکت ہے۔" تحریم بھی اس کی پشت پر کھڑی ہو گئی۔

"تحریم کہتے ہیں جو ہوتا ہے۔ اچھے کے لیے ہی ہوتا ہے۔ شاید اب تمہیں میرے پچھتاوے کا سبب سمجھ آ گیا ہو۔ ورنہ شاید میں ساری عمر بھی تمہیں سمجھا نہ پاتی کہ ایک شوہر ہی سہاگن عورت کا سرمایہ حیات ہوتا ہے۔ اک بات کہوں تحریم شادی ہمیشہ سمجھوتہ ہی ہوتی ہے۔ ہم میں سے بہت سی عورتیں ایک نارمل شخص میں بھی کئی خامیاں ڈھونڈ کر ڈھونڈرا پیٹتی ہیں کہ ان کی زندگی اجیرن ہے۔ اکثر مرد بھی ایسا کرتے ہیں۔ مگر جانے ہم یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ بشر خامیوں سے مبرا تو ہو ہی نہیں سکتا۔ ہاں اگر شریک حیات عیاش ہو' شکی ہو' بدکردار ہو تو واقعی زندگی کانٹوں کی راہ گزر بن جاتی ہے۔ مرد باہر جا کر کماتا ہے عورت گھر میں رہ کر اپنا کام انجام دیتی ہے۔

یہ قانون چاہے کسی کا بھی بنایا ہوا ہو' اگر الٹ جائے یا فالو نہ کیا جائے تو گھر نامی ریاست کا نظام درہم

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

برہم ہونے لگتا ہے۔ جس طرح مرد کے لیے گھر اور باہر کی ذمہ داریاں ایک ساتھ پورا کرنا ممکن نہیں اسی طرح عورت کے لیے بھی امر مشکل ترین ہے کہ وہ گھر اور باہر دونوں کے جوکھم کو ایک ساتھ سنبھالے۔ یہ بحث ہی بے کار ہے کہ مرد سربراہ کیوں جیسے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ پیغمبر صرف مرد کیوں۔ ایسے ہی یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ مجازی خدا شوہر کیوں؟ یہ اوپر والے کی مرضی ہے اور اس کی حکمت وہی جانے۔ ہمارا کام صرف اس کے کیے پر عمل کرنا ہے۔ مگر ہم بے عقل لوگ "کیوں" کی تکرار میں ہی لگے رہتے ہیں اس لیے ہی خوار رہتے ہیں۔" وہ مسلسل تیرتی مچھلیوں کو تکتے ہوئے بنا رکے کہتی چلی گئی کہ جیسے آج اس کے پاس یہ آخری موقع ہو۔ تحریم نے اپنا سر اس کے شانوں پر رکھ دیا۔ بعض اوقات خاموشی میں سارے اسرار اور جواب پوشیدہ ہوتے ہیں شاید اسی لیے خاموشی کو عافیت قرار دیا گیا اور آج تحریم کی خاموشی گواہی دے رہی تھی کہ وہ رمل کی باتیں سمجھ گئی ہے۔

"تم فریش ہو جاؤ۔ اشعر کا استقبال کرنا ہے ناں۔ میں کھانا لگانے کی تیاری کرتی ہوں۔" چند لمحوں بعد رمل نے مڑ کر اسے گلے لگایا اور شانہ تھپتھپا کر گویا سب ٹھیک ہونے کی نوید دی تو وہ آنسو پونچھتے ہوئے مسکرا دی۔

"آپی ایک بات میں بھی کہنا چاہتی ہوں۔" اس نے آہستگی سے کہا۔

"ہاں بولو۔" رمل نے بغور اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ جب تم تنہائی کے اصل مفہوم اور شدت سے اس حد تک آگاہ ہو چکی ہی تو پھر عمر بھر تنہا رہنے کی یہ ضد کیوں پال لی ہے تم نے۔ آذر بھائی سلجھے ہوئے انسان ہیں۔ سارہ باجی کی فیملی کو بھی تم اچھی طرح جان چکی ہو۔ عباد کے لیے سوچو۔ بڑا ہو کر وہ بھی باپ کی کمی محسوس کرے گا اور پھر آذر بھائی کی بیٹی کو بھی ماں مل جائے گی۔ نیکی سمجھ کر ہی یہ قدم اٹھالو آپی پلیز۔" تحریم نے باقاعدہ ہاتھ جوڑ ڈالے۔

"اشعر آنے والا ہو گا۔ تم تیار ہو جاؤ۔" وہ سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے کچن کی طرف چلی گئی اور تحریم ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئی۔

☼ ☼ ☼

رمل کچن میں کوکنگ کے آخری مراحل میں تھی کہ امی کا فون آگیا۔

"السلام علیکم امی کیسی ہیں آپ۔" رمل نے ایک ہاتھ سے کڑاہی بھونتے ہوئے اور دوسرے ہاتھ سے موبائل سنبھالتے ہوئے کہا۔

"مجھے تم لوگ سکون سے رہنے دو گے تو ٹھیک رہوں گی ناں۔" امی کی غصیلی آواز نے رمل کو بری طرح چونکا دیا۔ اس نے چولھے کی آنچ کم کی اور مکمل طور پر فون کی جانب متوجہ ہو گئی۔

"خیریت امی کیا ہوا؟ اب تو تحریم نے کچھ نہیں کیا۔ سب ٹھیک ہو رہا ہے۔"

"خاک ٹھیک ہو رہا ہے اور تحریم نے نہیں کیا تو کیا ہوا اس کی جگہ تم نے سنبھال لی تاکہ ماں کو سکون نہ مل سکے۔"

"اللہ نہ کرے امی۔ کچھ بتائیں تو سہی۔ آخر ہوا کیا ہے؟ آپ کیوں اس قدر ناراض ہیں؟" رمل روہانسی ہونے لگی۔

"تم لوگ مجھے صرف یہ بتاؤ کہ تم لوگوں کو پیدا کر کے اور پال پوس کر بڑا کرنے کے بعد میرا تم لوگوں پر سے حق ختم ہو گیا۔ کیونکہ اب تم لوگ بڑے ہو گئے۔ صحیح غلط ہم سے زیادہ سمجھنے لگے ہو۔" امی کے لہجے میں ہنوز ناراضی تھی۔ تحریم جھنجلا گئی۔

"امی خدا کے واسطے کھل کر بولیں۔ دیکھیں اشعر آنے والا ہے مجھے کھانے کی تیاری مکمل کرنی ہے۔ آپ میرے سر پر جوتے مار لیں۔ مگر سزا دینے سے پہلے مجھے میرا جرم تو بتا دیں۔"

اشعر کے آنے کا سن کر امی کچھ ٹھنڈی ہو گئیں۔ واقعی وقت کم تھا اور مقابلہ سخت تو اب کی بار وہ بنا کسی تمہید کے کھل کر اپنے مدعے پر آگئیں۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"رمل تم نے اپنی بہت چلالی۔ اب میں تمہیں اس حال میں اس طرح اکیلے نہیں دیکھ سکتی۔ تم آذر کے لیے ہاں کردو۔ اور تحریم کے ساتھ چلی آؤ میں یہیں سے تمہاری رخصتی کروں گی۔"

"یا اللہ امی۔ آپ لوگ کیوں میرے پیچھے پڑ گئیں اور یہ ساری کاروائی اس تحریم کی بچی کی ہے۔ جس سے ذرا صبر نہ ہوا اور فوراً" آپ کو فون کرکے الف سے ے تک ساری کہانی سنادی۔" رمل نے یوں چبا چبا کر لفظ ادا کیے گویا وہ تحریم کو چبا رہی ہو۔

"اس نے جو کیا میری ہدایت کے مطابق کیا۔ اور میں نے تمہاری لن ترانیاں سننے کے لیے فون نہیں کیا ہے۔ اپنا فیصلہ سنانے کے لیے کیا ہے۔" امی کا لہجہ حتمی تھا رمل اور چڑ گئی۔

"مطلب' میرا میری زندگی پر کوئی حق نہیں۔"

"رمل یہ تمہاری ماں کا حکم ہے۔ سامان اٹھاؤ اور روانہ ہو جاؤ۔" امی اس کی قطعاً" نہیں سن رہی تھیں۔

"امی کیا ہو گیا ہے آپ کو۔ آپ تو ہتھیلی پر سرسوں جمانا چاہ رہی ہیں۔" اس نے احتجاج کیا۔

"جو چاہو سو سمجھو۔ اب میں دیکھوں گی کہ میری اولاد فرماں بردار ہے یا نافرمان۔ اور جو نتیجہ نکلا اسے اپنی تربیت کا نتیجہ سمجھ کر قبول کرلوگی۔" ان کی آواز بھرا گئی تو رمل تڑپ اٹھی۔

"پلیز امی۔ میں آپ کو تکلیف دینے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ ٹھیک ہے آپ جو کہیں گی' جیسا کہیں گی میں ویسا ہی کروں گی۔ مگر خدارا مجھ سے ناراض مت ہوں۔"

"میری بچی جیتی رہو۔ اللہ تمہیں ڈھیروں خوشیاں عطا کرے۔ بس اب جلدی سے پیکنگ کرلو۔" اس نے کہا تو رمل ان کے جذباتی پن پر ہنس پڑی۔

"ابھی تو ایسے ناراض تھیں کہ میرا دم نکلنے جا رہا تھا اور اب ایسے دعائیں دے رہی ہیں کہ لگ ہی نہیں رہا کہ خفا بھی تھیں اور میری پیاری اور بھولی امی جان! یہ سب اتنا آسان تو نہیں۔ میں جاب کرتی ہوں وہاں بھی طریقے سے انفارم کرنا ہو گا۔ مجھے تھوڑی سی مہلت اور دے دیں۔ پھر میں آپ کے قدموں میں ہوں گی۔"

"ہاں ہوں نا بیٹا۔ ماں کا یہ غصہ یونہی وقتی ہوتا ہے۔ ٹھیک ہے بس یاد رکھنا۔ جتنی جلدی ممکن ہو آجانا۔ تمہاری اماں تمہارا انتظار کر رہی ہے بیٹا۔ تاکہ تمہیں محفوظ ہاتھوں میں سونپ کر میرا دل بھی چین سے رہ سکے۔" امی کا لہجہ محبت سے چور تھا۔ رمل کی آنکھیں نم ہونے لگیں تو اس نے ماں سے اجازت چاہی اور خدا حافظ کہہ کر فون بند کردیا۔

☼ ☼ ☼

رمل کے اصرار پر تحریم بہت اہتمام سے تیار ہوئی۔ فیروزی اور شاکنگ پنک ریشم کے دھاگے کی کڑھائی والا جارجٹ کا سوٹ پہن کر لائٹ سا میک اپ کیا اور بالوں کو آئرن کرکے پشت پر پھیلا دیا۔ پرل کی نازک سے جیولری پہنی اور پرفیوم کا اسپرے کرکے لاؤنج میں چلی آئی جہاں اشعر' رمل سے باتوں میں مصروف تھا۔ اتنے عرصے بعد اپنے لیے سجی سنوری تحریم کو دیکھ کر ایسا حیران اور اس کے روپ میں ایسا مبہوت ہوا کہ بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھتا ہی چلا گیا اور وہ خود پر اشعر کی وارفتہ نگاہیں پڑتے دیکھ حیا سے سرخ ٹماٹر ہو گئی۔ رمل نے تحریم کو یوں جھینپتا دیکھا تو کھنکار کر اس کا ارتکاز توڑا تو وہ اس بری طرح چونکا کہ رمل اور تحریم دونوں کی ہنسی نکل گئیں اور وہ خجل ہو کر سر کھجانے لگا۔ آخر کار رمل کو دونوں کی حالت پر رحم آگیا تو وہ اٹھتے ہوئے بولی۔

"چلو میں ذرا کچن دیکھ لوں۔ تم لوگ باتیں کرو۔"

"آپی میں بھی آپ کی مدد کرادیتی ہوں۔" رمل نے فرار چاہا۔

"ہرگز نہیں۔ تم آج مہمان ہو۔ آرام سے بیٹھ جاؤ۔" رمل نے اسے گھورا تو وہ چاروناچار اشعر کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی لیکن نظریں فرش پر گاڑ دیں۔ رمل کچن کی جانب چلی گئی تو چند لمحے خاموش

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

رہنے کے بعد اشعر نے اسے مخاطب کیا۔
"سنو!"
"جی۔" تحریم نے نظریں اٹھا کر دھیمے سے کہا۔
"اتنے اچھے موسم میں، روٹھنا نہیں اچھا، ہار جیت کی باتیں، کل پہ اٹھا رکھیں، آؤ آج دوستی کرلیں۔" اشعر نے یوں نظم پڑھی جیسے وہ باتیں کر رہا ہو۔ اس کے اس انداز پر نہ چاہتے ہوئے بھی تحریم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی اسی اثنا میں عباد بھاگتا ہوا آگیا۔
"آنی اور انکل مما آپ لوگوں کو کھانے کی ٹیبل پر بلا رہی ہیں۔" کھانا بہت ہی پر تکلف ماحول میں کھایا گیا۔ رمل نے سارہ اور اس کے ہزبینڈ کو بھی کھانے پر انوائٹ کرلیا تھا تاکہ وہ بھی تحریم کو الوداع کہہ سکے۔ کھانے کے بعد چائے کا دور چلا۔ پھر اشعر نے رخصت کی اجازت چاہی تو رمل تحریم کے گلے لگ کر رو پڑی۔ تحریم کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔
"آپی پلیز اپنا بہت خیال رکھیے گا۔"
"تم فکر نہ کرو تحریم۔ اب یہ مکمل طور پر ہماری ذمہ داری ہے۔" سارہ نے شرارت سے ایک آنکھ دبا کر تو رمل بلش کر گئی اور باقی سب کے حلق سے قہقہے بلند ہو گئے۔

☼ ☼ ☼

وہ لوگ کراچی واپس پہنچے تو رات کے آٹھ بج چکے تھے۔ اشعر نے گاڑی کا رخ گھر کے بجائے دوسرے راستے پر کرلیا تو تحریم چونکی ضرور مگر خاموش رہی۔ چائنا ٹاؤن پہنچ کر اشعر نے سوپ آڈر کیا۔
"میں نے سوچا کہ سردی کافی ہو گئی ہے تو ذرا سوپ انجوائے کیا جائے۔" اشعر نے کہا تو تحریم جواب میں پھیکی سی ہنسی ہنس دی اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ تب اشعر نے بھی اپنے آپ کو اردگرد کے ماحول میں گم کر لیا۔ جب روابط ختم ہو جائیں تو یونہی اجنبیت کی دیواریں کھڑی ہو جایا کرتی ہیں۔ سوپ ختم کرکے اشعر نے مینو کارڈ منگوایا تاکہ کھانا آڈر کرسکے اور پھر چوائس کرنے کے لیے تحریم کی طرف بڑھایا تو تحریم نے کہا۔
"رہنے دیں فضول خرچی ہو جائے گی۔"
"وہ تو ہے مگر اول تو یہ ہے کہ اتنی رات کو اور تھکے ہوئے جا کر کیا پکائیں گے اور کھائیں۔ دوسرا اتنے دنوں بعد تمہارے ساتھ وقت گزارنے کا موقع ملا ہے تو کچھ اسپیشل ہونا چاہیے نا۔" اشعر نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا تو اس نے چند لمحے حیرت سے اشعر کو دیکھا پھر آہستگی سے کارڈ تھام لیا۔
"چکن چاؤ من اور فرائیڈ پرانز۔ اب آپ دیکھ لیجیے۔" تحریم نے کارڈ لوٹاتے ہوئے کہا تو اشعر نے ویٹر کو آواز دے کر تحریم کی پسندیدہ ڈشز کے ساتھ چکن شاشلک اور سنگاپورین رائس کا بھی آڈر دے دیا۔ ہفتے کے بیچ کے دن تھے تو رش کم تھا۔ چند ہی منٹوں میں کھانا سرو ہو گیا۔ کھانے کے دوران اشعر نے رمل کی شادی کی تیاریوں کا ٹاپک چھیڑ دیا تو حسب توقع تحریم بھی پرجوش ہو گئی اور دونوں کے درمیان چھایا جمود دم توڑ گیا۔ کھانے کے بعد واپسی پر اشعر نے سگنل پر کھڑے لڑکے سے گجرے خرید کر تحریم کو پہنانا چاہے تو اس نے ہاتھ کھینچ لیے۔ اشعر نے اچنبھے سے تحریم کو دیکھا تو وہ دھیمے سے مسکرا کر بولی۔
"ٹھنڈے ٹھنڈے گجروں سے سردی لگے گی نا۔"
"نہیں لگے گی۔" اشعر نے اس کی شرارت سمجھتے ہوئے اس کے ہاتھ تھامے اور گجرے پہنا کر کلائیوں تک آتی سوئیٹر کی آستینوں پر چڑھا دیے۔ پھر دونوں ہی ایک دوسری کو دیکھ کر مسکرا دیے۔ گھر پہنچ کر اشعر نے تحریم کو فلیٹ کی چابیاں تھماتے ہوئے کہا۔
"تم اوپر آجاؤ۔ میں ذرا انڈا دودھ لے آؤں۔"
تحریم سر ہلاتی ہوئی سیڑھیاں چڑھ گئی۔ گھر آکر وہ بیڈ روم کی طرف آئی اور دروازہ کھول کر بند کمرے کی مہک دور کرنے کی غرض سے سردی کے باوجود پنکھا چلا دیا اور خود بیڈ پر آکر کمر سیدھی کرنے کی غرض سے نیم دراز ہوئی ہی تھی کہ بری طرح چونک کر اٹھ بیٹھی۔ سرخ گلاب کی کومل پتیوں نے اسے اور اس کے کمرے کو اپنی مہک سے بھگو دیا تھا۔ اسی اثنا میں ایک کارڈ بھی اڑتا ہوا بیڈ پر آگرا۔ اس نے تیزی سے لپک

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کر کارڈ اٹھالیا۔ سرخ گلاب اور سفید للی کے حسین امتزاج سے سجا کارڈ "ویلکم بیک" کے پیغام سے سجا ہوا تھا۔ اس نے نم ہوتی پلکوں سے کارڈ کھولا۔ اشعر کی خوب صورت ہینڈ رائٹنگ میں لکھا تھا۔

تمہیں جب کبھی ملیں فرصتیں، میرے دل سے بوجھ اتار دو
میں بہت دنوں سے اداس ہوں، مجھے کوئی شام ادھار دو
مجھے اپنے روپ کی دھوپ دو کہ چمک سکیں میرے خال و خد
مجھے اپنے رنگ میں رنگ دو، میرے سارے زنگ اتار دو

اشعر نے ہمیشہ کی طرح شاعری میں اپنے دل کی ساری باتیں اس سے کہہ ڈالی تھیں۔ لوگ موسیقی کو روح کی غذا کہتے ہیں جبکہ دراصل یہ شاعری ہی ہوتی ہے، کلام ہی ہوتا ہے جو لفظوں کی صورت میں دل کا حال بیان کر کے روح کو پر سکون کرتا ہے۔ وہ بے یقینی کی کیفیت میں کارڈ کو تکے جا رہی تھی کہ اشعر آگیا۔ تحریم اسے دیکھ کر کھڑی ہوئی اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کے مقابل آکھڑی ہوئی۔

"یہ... سب..." نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی آواز بھرا گئی۔ اشعر نے اس کا چہرہ دونوں ہتھیلیوں کے پیالے میں بھر لیا۔

"یہ سب تمہارے... اور صرف تمہارے لیے۔ کیونکہ تم میری جان ہو۔ میری زندگی ہو۔ تمہاری چند دن کی دوری نے مجھے یہ اچھی طرح یاد آور کرا دیا کہ میں تمہارے اور تمہاری محبت کے بغیر کچھ بھی نہیں۔ تم نہیں تو میرا گھر، گھر نہیں بلکہ زندگی کا جیسے کوئی مقصد نہیں۔ دیر میں سہی مگر میں اس حقیقت سے پوری طرح آشنا ہو گیا ہوں تحریم! کہ تم میری جان حیات ہو۔" وہ مخمور لہجے میں بول رہا تھا اور اس کی لو دیتی آنکھیں اس کے جذبات کی مکمل عکاسی کر رہی تھیں۔ وہ نظریں چرانے لگیں تو اشعر نے اس کی چہرے پر اپنی گرفت ہلکے سے مضبوط کرتے ہوئے رخ اپنی طرف کر کے کہا۔

"پلیز یہ لفاظی نہیں۔ میرے دل کی آواز ہے۔ بس تھوڑی دیر ہو گئی۔ اس کے لیے معاف کر دو۔" اشعر نے چہرہ چھوڑ کر اپنے کان پکڑ لیے تو وہ جھلملاتی پلکیں لیے ہنس پڑی۔

"اتنا ترسایا... پہلے کیوں نہیں کہا؟"

"یار سمجھا کرو۔ آخر کو میں ایک مشرقی شوہر ہوں۔" اشعر نے آنکھیں پٹا پٹا کر کہا تو تحریم نے مکا بنا کر اسے گھورا۔ جواباً اشعر نے اپنی بانہیں وا کر دیں تو وہ "فاؤل" کہہ کر اس کی آغوش میں سما گئی اور اسے جانا بھی کہاں تھا۔ یہی تو اس کی منزل تھی۔

"آئی ایم سوری۔" اشعر نے سرگوشی کی تو وہ بھی دھیمے سے بولی۔ "می ٹو۔" پھر دونوں ہی ہنس پڑے اور پردے کی اوٹ سے جھانکتی چاندنی ان کی محبت کی گواہی بن کر کمرے میں ہی براجمان ہو گئی۔ جذبے صادق ہوں تو راستے یونہی بن جاتے ہیں۔

☆ ☆

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے

بہنوں کے لیے خوب صورت ناولز

ساری بھول ہماری تھی	راحت جبیں	300/-
او بے پروا بجن	راحت جبیں	300/-
ایک میں اور ایک تم	تنزیلہ ریاض	350/-
بڑا آدمی	نسیم سحر قریشی	350/-
دیمک زدہ محبت	صائمہ اکرم چوہدری	300/-
کسی راستے کی تلاش میں	میمونہ خورشید علی	350/-
ہستی کا آہنگ	ثمرہ بخاری	300/-
دل موم کا دیا	سائرہ رضا	300/-
ساڈا چڑیا دا چنبا	نفیسہ سعید	300/-
ستارہ شام	آمنہ ریاض	500/-
مصحف	نمرہ احمد	300/-
دست کوزہ گر	فوزیہ یاسمین	750/-
محبت من محرم	سمیرا حمید	300/-

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے

مکتبہ عمران ڈائجسٹ

37، اردو بازار، کراچی

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY